تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ ؍دسمبر ۱۹۴۷ء

(غیر مطبوعہ)

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تقریر جلسہ سالانہ ۲۸ ؍دسمبر ۱۹۴۷ء[1]

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ بنی اسرائیل کی مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا۔ وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا۔ وَ قُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا۔ وَ قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَہَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَہُوۡقًا۔[2]

اس کے بعد فرمایا:

قادیان میں میرا دستور تھا کہ میں دوسری تقریر کسی علمی موضوع پر کیا کرتا تھا گزشتہ سال بھی میں نے دوسرے دن کی تقریر علمی موضوع پر تیار کی تھی اور وہ تقریر سیر روحانی کا حصہ تھی غالباً اس مضمون پر میری چوتھی تقریر تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کے ماتحت ۲۸ ؍ مارچ کو بارش ہوگئی اور میں وہ تقریر نہ کرسکا۔ میرا خیال تھا کہ میں آج اس مضمون کو بیان کروں لیکن جب میں نے اپنے وہ نوٹ نکالے جن کو میں قادیان سے آتے ہوئے اپنے ساتھ لایا تھا تو ان کے دیکھنے سے میں نے محسوس کیا کہ وہ تھوڑا سا وقت جو اس جلسہ میں مجھے مل سکتا ہے اس میں مَیں وہ مضمون بیان نہیں کرسکتا۔ قادیان میں تو یہ سہولت تھی کہ اپنا گھر تھا، اپنی جگہ تھی، اپنا لنگر تھا، دوستوں کے ٹھہرانے کیلئے مناسب انتظام تھا اگر چھ گھنٹے بھی میری تقریر ہوتی تو دوستوں کو کوئی تکلیف نہ ہوتی مگر یہاں دوستوں کے ٹھہرنے کی کہیں جگہ ہے اور ان کے کھانے کا کہیں انتظام ہے پھر جو دوست اپنی اپنی واقفیت کی بناء پر مکانات میں ٹھہرے ہوئے ہیں وہ بھی کئی کئی میل دور رہتے

ہیں اس لئے ان نوٹوں کو دیکھنے کے بعد میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اس تقریر کو کسی دوسرے موقع پر اُٹھا رکھوں اور آج وہ متفرق باتیں بیان کر دوں جو اِس تقریر کے ساتھ میں بیان کرنا چاہتا تھا اور جن سے وہ تقریر اور بھی لمبی ہو جاتی۔

وہ مضمون جو آج کے لئے میں نے اختیار کیا تھا اور جسے میں اب بیان نہیں کر رہا ''سیر روحانی'' کا یہ حصہ تھا کہ میں نے اپنے سفر میں بڑے بڑے مینار دیکھے جو بادشاہوں نے تیار کرائے تھے۔ مجھے اُن بلند و بالا میناروں کو دیکھ کر یہ خیال آیا کہ اسلام نے بھی ان مادی میناروں سے ایک بہت زیادہ بلند اور بہت زیادہ شاندار مینار بنایا ہے جس میں وہ ساری خصوصیتیں پائی جاتی ہیں جو میناروں میں رکھی جانی مقصود تھیں اور جو دوسرے میناروں میں نہیں پائی جاتیں۔

تفسیر کبیر کی اشاعت

ایک بات میں دوستوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پانچ دس سال فتنوں کی وجہ سے قرآن کریم کی تفسیر کا کوئی حصہ شائع نہیں ہو سکا کچھ حصہ لکھا گیا تھا مگر فتنوں کی وجہ سے وہ وقت پر نہ چھپ سکا اور کاپیاں پتھر سے اُچٹ گئیں اور اس طرح وہ لکھا ہوا حصہ ضائع ہو گیا۔ اب مضمون یہاں پہنچ گیا ہے تھوڑا سا مضمون دینا ہے مگر مشکل یہ پیش آ گئی کہ کاغذ قادیان میں ہی رہ گیا ہے اور اب اُس سائز اور طرز کا کاغذ نہیں ملتا۔ ہم تلاش میں لگے ہوئے ہیں کہ خواہ مہنگا ملے تو بھی کاغذ لے لیا جائے اور تفسیر کی تیسری جِلد جلد سے جلد شائع کر دی جائے مگر ابھی تک سامان میسر نہیں آ سکا ممکن ہے مارچ یا اپریل کے آخر تک شائع ہو جائے۔ اسی طرح پہلے نصف پارہ کی ایک جِلد چھپی ہوئی موجود ہے صرف تھوڑا سا مضمون لکھ کر اس کو مکمل کیا جا سکتا ہے اس حصہ کو بھی جلد شائع کرنے کا ارادہ ہے مگر فتنوں کی وجہ سے ابھی تک یہ کام بھی نہیں ہو سکا۔

تفسیر انگریزی مع دیباچہ پہلے دس پارے کی اشاعت

لیکن اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا انگریزی ترجمۃ القرآن جو دس پاروں کی تفسیر پر مشتمل ہے اور جس کا حجم چودہ پندرہ سَو صفحات تک ہے شائع ہو گیا ہے۔ اس میں دو سَو صفحات سے اوپر کا میں نے دیباچہ لکھا ہے جس میں اسلام کی وہ خوبیاں بیان کی گئی ہیں جو اسے دوسرے مذاہب پر فضیلت بخشتی ہیں اس کی تعلیمات کا خلاصہ

بیان کیا گیا ہے جس مقدس و مطہر انسان پر قرآن کریم نازل ہوا ہے اس کی پاک زندگی کا خاکہ کھینچا گیا ہے، قرآن کریم کے متعلق انبیائے سابقین کی وہ پیشگوئیاں جو پہلی کتب میں پائی جاتی ہیں ان کا خلاصۃً ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح اور کئی اہم مضامین اس دیباچہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس دیباچہ کو الگ بھی شائع کرنے کا ارادہ ہے غالباً اُردو میں پانچ چھ سَو صفحات کی کتاب بن جائے گی۔ اِنْشَاءَ اللّٰہ کاغذ کے میسر آنے پر اُردو میں بھی اور گورمکھی میں بھی اور ہندی میں بھی یہ دیباچہ شائع کر دیا جائے گا۔ یورپ اور امریکہ والوں کیلئے یہ دیباچہ الگ کتابی صورت میں آکسفورڈ پریس یا کسی اور پریس میں شائع کروایا جائے گا۔ یہ قرآن کریم جلد ساز کے پاس تھا مگر اب جلد بندی کا کام ختم ہو چکا ہے ارادہ یہ ہے کہ اس کے بعض نسخے یورپ اور امریکہ بھی بھجوا دیئے جائیں ان کی جِلدیں اعلیٰ درجہ کی بندھوائی جائیں گی اور وہ بڑے آدمی جو کسی نہ کسی رنگ میں مُلک میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں ان میں یہ نسخے تقسیم کئے جائیں گے۔ اسی طرح مشہور لائبریریوں میں کچھ نسخے بھجوائے جائیں گے اور کچھ نسخے جماعت کیلئے مخصوص رہیں گے۔ مگر چونکہ اس کی خریداری کیلئے دوستوں کی طرف سے پیشگی رقوم آ چکی ہیں اس لئے اب خریداری کیلئے کوئی نیا نام بھجوانے کا فائدہ نہیں۔ ایک ہزار نسخہ جماعت کیلئے مخصوص کیا گیا تھا مگر درخواستیں تیرہ چودہ سَو آ چکی ہیں پس اب درخواست دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ صرف اس تفسیر کی اشاعت کا میں اعلان کرتا ہوں اب جن دوستوں کی خواہش ہو وہ یہی کر سکتے ہیں کہ دوسروں سے عاریۃً لے کر پڑھ لیں اور فائدہ اُٹھائیں۔

میں اِس موقع پر اِس بات کا بھی افسوس کے ساتھ ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انگریزی ترجمۃ القرآن کا کام جن کے سپرد تھا یعنی مولوی شیر علی صاحب وہ اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے ماتحت تھوڑے دن ہوئے وفات پا گئے ہیں ترجمہ تو وہ سارے قرآن کا کر چکے تھے اور مختصر نوٹ بھی لکھ چکے تھے، اب میرے نوٹوں کو دیکھ کر اُن کا خلاصہ تیار کر رہے تھے۔ میرے نوٹ چونکہ لمبے تھے اس لئے وہ ان کا خلاصہ تیار کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کی مشیّت کے ماتحت وہ وفات پا گئے۔ میں سمجھتا ہوں اُنہیں قادیان سے نکلنے کا جو صدمہ پہنچا تھا اُس کو وہ برداشت نہیں کر سکے اب ان کی جگہ ملک غلام فرید صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔ بہت سا کام دوسری جِلد کا بھی ہو چکا ہے اور

امید ہے کہ وہ بھی جلدی مکمل ہو جائے گی۔ فی الحال پہلی جلد چند بڑے بڑے آدمیوں کو تحفۃً بھجوائی گئی ہے جن میں وائسرائے، گاندھی جی اور نواب صاحب بھوپال شامل ہیں اسی طرح مسز الزبتھ کی شادی کے موقع پر انہیں قرآن کریم کی یہ جلد تحفہ کے طور پر پیش کی گئی اور انہوں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ بعض اور لوگ بھی جنہوں نے ہمارے اس کام میں دلچسپی لی تھی ان کو یہ کتاب بھجوائی گئی ہے مثلاً مسٹر بسٹن جو سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ایڈیٹر ہیں ان کو یہ جلد دی گئی۔ اسی طرح مصری وفد کو چند کتابیں دی گئیں ہیں، غرض آٹھ دس کتابیں اسی طرح تقسیم ہوئی ہیں۔ زیادہ تر یورپ اور امریکہ بھجوائی جائیں گی مگر ابھی جہاز نہیں ملتا۔ جہاز والے کہتے ہیں کہ چھ ماہ پہلے کا سامان ہمارے ہاں بُک ہے جب تک وہ سامان نہ بھجوالیا جائے کوئی اور سامان نہیں لیا جا سکتا۔ بہر حال جب وقت آئے گا یورپ اور امریکہ میں بھی کتابیں بھجوادی جائیں گی۔

بچوں کی تعلیم

تیسری بات میں جماعت کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان فتنہ وفساد کے ایام میں چونکہ بہت سے کالج اور سکول بند رہے ہیں اس لئے عام طور پر لڑکے تعلیم چھوڑ کر بیٹھ گئے ہیں۔ لاہور کے کالجوں میں ہی جہاں ہزار بارہ سَو لڑکا ہوا کرتا تھا اب ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سَو لڑکے رہ گئے ہیں اکثر طالب علم گھروں میں بیٹھے ہیں اور وہ کوئی کام نہیں کر رہے۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ ہمارے مُلک پر ایک بڑی بھاری آفت اور مصیبت آئی ہے جس میں لڑکوں کا اپنی پڑھائی جاری رکھنا مشکل تھا مگر جب وہ اپنی اپنی جگہ پر پہنچ چکے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو ضائع نہ کریں۔ تعلیم آئندہ زمانہ کی دولت ہے اور اس دولت کو موجودہ زمانہ کی مصیبت کی وجہ سے برباد نہیں کرنا چاہئے۔ اس زمانہ کی مصیبت کا بوجھ ہم کو خود برداشت کرنا چاہئے۔ آئندہ زمانہ اپنے ساتھ نئی ذمہ داریاں اور نئے بوجھ لائے گا اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان ذمہ داریوں کیلئے اپنی آئندہ نسل کو تیار نہ کریں۔ پس میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ جن جن دوستوں کے بیٹے گھر میں بیٹھے ہیں وہ انہیں تعلیم پر مجبور کریں۔ آخر ہر ایک کا بیٹا مصیبت میں مبتلا نہیں بعض اِس خوشی میں بیٹھے ہیں کہ اچھا ہوا پڑھائی ختم ہوگئی۔ دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کی اس خوشی میں شریک نہ ہوں یہ حقیقی خوشی نہیں بلکہ ان کے مستقبل کو تباہ کرنے والی بات ہے۔ جس جس کا بچہ گھر میں بیٹھا ہوا اُس کا فرض ہے کہ وہ اُسے کالج یا سکول میں داخل

کرے۔ تعلیم الاسلام کالج اب لاہور میں کھل گیا ہے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ میں ہے والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے لڑکوں کو فوری طور پر ان درسگاہوں میں بھجوا دیں اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ موجودہ حالات میں ہمارا سائنس کا سامان ضائع ہو گیا ہے مگر بہر حال تعلیم جاری رکھنے کیلئے ہم نے فورمن کرسچین کالج (F.C College) والوں سے سائنس کا سامان مستعار طور پر لیا ہے ایک دو ماہ تک اس سے کام چلائیں گے۔ اس کے علاوہ میں نے یورپ اور امریکہ میں بھی سائنس کے سامان کے متعلق خطوط لکھے ہوئے ہیں کچھ سامان مل گیا ہے اور کچھ ابھی تک نہیں ملا۔ بہر حال اپنے کالج میں اپنے انتظام کے ماتحت لڑکے تعلیم تو جاری رکھ سکتے ہیں۔

لڑکوں کو تعلیم کی اہمیت

لیکن آئندہ کے لئے جماعت کو یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ لڑکوں کی تعلیم ایک نہایت اہم چیز ہے خود انہیں بھوکا رہنا پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں، پھٹے پُرانے کپڑے پہننے پڑیں تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اولاد کو ضرور تعلیم دینی چاہئے۔ یہ تعلیم کیسی ہونی چاہئے؟ اسے میں آپ لوگوں پر چھوڑتا ہوں۔ بہر حال قرآن کریم ہر ایک کو آنا چاہئے، احادیث کا کسی قدر علم ہر ایک کو ہونا چاہئے، کچھ مسائل فقہیہ اور دینیہ بھی ہر ایک کو آنے چاہئیں، اسلام کی خوبیوں اور غیر مذاہب کے اعتراضات کے جواب بھی ہر ایک کو آنے چاہئیں۔ ہر ایک کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام نے جو احکام دیئے ہیں ان کے کیا فوائد ہیں اور جن باتوں سے اس نے روکا ہے ان کے کیا نقصانات ہیں یہ ضروری علوم ہیں اس کے ساتھ ہی دُنیوی علوم کا جاننا بھی ضروری ہے۔ ہم ابھی نہیں کہہ سکتے آیا پاکستان میں ذریعہ تعلیم اُردو ہوگا یا انگریزی۔ یہ معاملہ ابھی زیر بحث ہے لیکن بہر حال جو ضروری علوم ہیں ان سے ہمیں غافل نہیں ہونا چاہئے۔ خصوصاً سائنس کی طرف ہمارے طلباء کو زیادہ توجہ کرنی چاہئے۔ مستقبل کی بنیاد اب سائنس پر ہی پڑنے والی ہے اور اس طرف نوجوانوں کا متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلمان لڑکوں کو اس طرف توجہ نہیں۔ یونیورسٹی کلاس میں دو درجن کے قریب لڑکے تھے مگر اب پانچ رہ گئے ہیں اور پانچ بھی وہ جو تعلیم میں ادنیٰ سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح اور کالجوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سائنس کی طرف مسلمان طلباء کی بہت ہی کم توجہ ہے حالانکہ اصل چیز سائنس ہی ہے اور اسی کے

ذریعہ ہر شخص خدا تعالیٰ کے خزانہ میں سے ایک نئی دریافت کر سکتا ہے۔ دیکھو! جتنی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن میں ایک حصہ حیرت اور تعجب کا بھی ہوتا ہے وہ انسان کو زیادہ پسند ہوتی ہیں۔ بکری اور مرغی کا گوشت کھانے میں انسان کو اتنا مزہ نہیں آتا جتنا شکار میں مزا آتا ہے۔ لوگ کنڈی لگا کر سارا دن مچھلی کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں اور اس میں وہ ایک لذت اور سرور محسوس کرتے ہیں۔ سائنس کا علم بھی مچھلی پکڑنے والا شغل ہے۔ ہر فرد اگر چاہے تو اس ذریعہ سے ایک نئی چیز نکال کر دنیا کے سامنے پیش کر سکتا ہے اور یہ جو فطری طور پر انسان کے اندر خواہش ہوتی ہے کہ میں کسی نئی چیز کی دریافت کروں یہ پوری ہو جاتی ہے۔

پس نوجوانوں کو خصوصیت سے سائنس کی طرف توجہ کرنی چاہئے یہ خوشی کی بات ہے کہ ہماری جماعت کے نوجوان سائنس کی طرف توجہ کر رہے ہیں مگر موجودہ توجہ سے اُنہیں زیادہ توجہ کرنی چاہئے بلکہ آرٹ کی نسبت بھی سائنس کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہئے۔ ہمارے منتظمین کو چاہئے کہ وہ سائنس کا سامان زیادہ مہیا کریں اور طالبعلموں کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو اتنا محنتی بنائیں کہ کالج یا سکول والوں کو اُنہیں لینے میں کوئی عُذر نہ ہو۔

چندوں کو بڑھائیں

مجلس شوریٰ میں کل میں نے بیان کیا تھا کہ جماعت کے چندوں پر موجودہ فتنہ کا بہت اثر پڑا ہے۔ اوّل تو ہماری جماعت کا پچیس فیصد حصہ مشرقی پنجاب سے اُجڑ کر آ گیا ہے اور ان کی وجہ سے جو آمد تھی وہ جاتی رہی۔ دوسری طرف جب وہ مغربی پنجاب میں اپنے رشتہ داروں کے پاس آ کر ٹھہرے تو طبعی طور پر ان پر بھی بوجھ پڑا۔ احمدیت کی وجہ سے ہمارے ہاں شادیاں بِالعموم اسی طریق پر تھیں کہ مرد اگر حصار کا رہنے والا ہے تو اس نے راولپنڈی میں شادی کر لی اس وجہ سے مشرقی پنجاب والوں کے بہت سے رشتہ دار مغربی پنجاب میں موجود تھے۔ جب انہوں نے مشرقی پنجاب سے آنے والوں کو پناہ دی اور اُن کا بوجھ اُٹھایا تو ان کی مالی حالت پر بھی اس کا اثر پڑا اور ان کے چندوں میں بھی کمی واقع ہونے لگی۔ اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ بعض ادارے ایسے ہیں جن کو پانچ پانچ ماہ سے تنخواہیں نہیں ملیں اور جب انہیں تنخواہیں ہی نہیں ملیں تو وہ چندے کہاں سے دیں لیکن بہرحال خدا کا کام ہم نے ہی کرنا ہے اور جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اسے سرانجام دینا ہمارا ہی فرض

ہے۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ہر جگہ بیداری پیدا کریں اور اپنے اپنے چندوں کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اِس وقت حالت یہ ہے کہ قریباً ایک ثلث چندہ آ رہا ہے۔ اصل میں تو زیادہ ہوگا کیونکہ بینک چیک توڑ کر نہیں دیتے اور کافی مقدار چیکوں کی ہمارے دفتر میں پڑی ہوئی ہے اگر اس رقم کو شامل کر لیا جائے تب بھی چندوں میں خاصی کمی رہتی ہے۔ وہ قوانین جو اس بارہ میں مَیں نے تجویز کئے ہیں شوریٰ کے ممبروں کو بتا دیئے گئے ہیں ہر جگہ کی جماعت کو چاہئے کہ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

مہاجرین کی آبادکاری

میں نے کل مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کی آبادی اور ان کی مشکلات کے متعلق کچھ امور بیان کئے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں ابھی اس بارہ میں مجھے مزید کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔ چالیس لاکھ انسانوں کی مصیبت کوئی معمولی مصیبت نہیں۔ ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم اس مصیبت کو کس طرح دور کر سکتے ہیں۔ پس جو کچھ میں نے کہا تھا اس پر میں مزید کچھ باتیں اِس وقت کہنا چاہتا ہوں تا پبلک کو بھی ان باتوں کا علم ہو جائے اور حکومت کی توجہ بھی ان باتوں کی طرف پھر جائے اور پھر وہ طبقہ جو پریس سے تعلق رکھتا ہے اس کو بعد تحقیق میرے رائے کو صحیح سمجھے تو وہ بھی اس بارہ میں اپنے فرائض کو ادا کرنے کی طرف توجہ کرے کیونکہ چالیس لاکھ مسلمانوں کی مصیبت دور کرنے کی کوشش کرنا ہر شخص کا اخلاقی فرض ہے۔

میں دیکھتا ہوں کہ اس مصیبت میں لوگ ایسے پریشان ہو گئے ہیں کہ وہ مشکلات کے عجیب عجیب حل تجویز کر رہے ہیں۔ وہ حل درحقیقت ایسے ہیں جیسے کہتے ہیں کہ پُرانے زمانہ میں ایک لال بجھکڑ تھا جو ہر چیز کا کوئی عجیب سا نام رکھتا اور ہر مشکل کے حل کیلئے کوئی عجیب طریق کار تجویز کرتا۔ ایک دفعہ ایک گاؤں میں کوئی عورت نئی نئی بیاہی آئی۔ ساس سسر کہیں باہر گئے ہوئے تھے اور وہ دالان میں گھونگھٹ نکالے بیٹھی تھی کہ باہر سے کوئی شخص آیا اس کے ہاتھ میں مٹھائی کا ایک تھال تھا۔ اُس نے وہ تھال آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ فلاں گھر میں شادی تھی اُنہوں نے مٹھائی کا حصہ تحفۃً بھجوایا ہے وہ منہ چھپانے کیلئے ستون کے پیچھے کھڑی ہوگئی اور مٹھائی کا تھال پکڑنے کیلئے اُس نے ایک ہاتھ اِدھر سے اور ایک ہاتھ اُدھر سے نکال دیا اس نے تھال ہاتھ

میں پکڑا دیا۔ اب یہ حیران ہو کر سوچنے لگی کہ میں تھال کو پیچھے کس طرح لاؤں درمیان میں ستون ہے اور میرا ایک ہاتھ ایک طرف سے رُکا ہوا ہے اور دوسرا ہاتھ دوسری طرف سے رُکا ہوا ہے اس نے بہت سوچا مگر اسے اس مشکل کا کوئی حل نظر نہ آیا۔ آخر گھبرا کر وہ رونے لگی تھوڑی دیر گزری کہ اس کی ساس اور خسر بھی آ گئے وہ بھی ویسے ہی عقلمند تھے جیسے ان کی بہو عقلمند تھی۔ اُنہوں نے بھی اپنی بہو کو اس مشکل میں دیکھ کر رونا شروع کر دیا کہ اب تو بہو کے ہاتھ کاٹنے پڑیں گے اس کے سِوا اور کیا علاج ہو سکتا ہے۔ آخر کسی نے انہیں کہا کہ مشکل تو بڑی ہے لیکن لال بجھکڑ کو بلاؤ ممکن ہے وہ اس مشکل کا کوئی حل تجویز کر لے۔ لال بجھکڑ آیا اور اس نے یہ نظارہ دیکھ کر تھوڑی دیر تک اپنا سر پکڑا۔ کچھ دیر غور کرتا رہا اور پھر کہنے لگا بات تو خطرناک ہے لیکن میں نے اس کا حل تجویز کر لیا ہے۔ تم چھت توڑو اور ستون کی اینٹیں علیحدہ کرنی شروع کر دو جب اینٹیں اُتارتے اُتارتے اس کے ہاتھ تک ستون الگ ہو جائے تو اس کے ہاتھوں سے تھال لے لینا۔ اُنہوں نے جب یہ تجویز سنی تو بہت خوش ہوئے۔ اسے نذرانہ پیش کیا اور اس کی تجویز پر عمل کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔ کوئی باہر سے آیا ہوا آدمی بھی یہ تمام باتیں سن رہا تھا اس نے کہا بیوقوفو! یہ کیا کرنے لگے ہو آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے تھال کیوں نہیں لے لیتے۔ تھال لے لو اس کے ہاتھ خود بخود پیچھے آ جائیں گے۔ لال بجھکڑ نے یہ بات سنی تو وہ غصہ سے آنکھیں سرخ کر کے کہنے لگا اس میں اُستادی کون سی ہوئی، اُستادی تو اسی بات میں ہے جو میں نے بتائی ہے۔ یہی حال بعض مسلمانوں کا ہے۔ چالیس لاکھ انسان کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر اُستادیاں سوچی جا رہی ہیں اور جو سیدھے سادھے حل ہو سکتے ہیں اُن کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جن کو اپنے پُرانے خیالات پھیلانے کا کوئی موقع نہیں ملتا تھا اب اُنہوں نے سمجھا کہ یہ موقع اپنے خیالات کو پھیلانے کیلئے موزوں ہے۔ اس طرح وہ مشکلات دور کرنے کی بجائے اپنے ہی خیالات پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں حالانکہ سیدھی سادی بات ہے آدمی بھی موجود ہیں، روزی کمانے کے ذرائع بھی ہمیں معلوم ہیں، اعداد و شمار بھی ہمیں معلوم ہیں، ہمارا فرض ہے کہ ہم کاغذ اور قلم دوات لے کر بیٹھیں اور دیکھیں کہ حساب بنتا ہے یا نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مشرقی پنجاب اور ریاستوں میں ۵۶ لاکھ مسلمان تھے۔ پنجاب کی ساری

آبادی کے متعلق جو اعداد و شمار جمع کئے گئے ہیں ان سے پتہ لگتا ہے کہ پنجاب کی آبادی میں ۲۹ فیصد غیر زراعت پیشہ ہیں اور باقی زراعت پیشہ مگر یہ تقسیم سارے ضلعوں میں برابر نہیں بعض جگہ یہ نسبت زیادہ ہے اور بعض جگہ کم۔ بہرحال تمام اضلاع کا جائزہ لینے پر یہ نسبت ۸۰ فیصدی سے ۱۹ فیصدی قرار پاتی ہے یعنی کسی جگہ ۸۰ فیصدی ہے اور کوئی ضلع ایسا ہے جس میں ۱۹ فیصدی ہے اس کی اوسط ۲۹ فیصدی ہے اور یہی وہ نسبت ہے جو پنجاب کے غیر زراعت پیشہ لوگوں کی قرار دی گئی ہے۔ اب ۲۹ فیصدی کی اوسط کو مدنظر رکھتے ہوئے مشرقی پنجاب کی آبادی کا اگر جائزہ لیا جائے تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

مشرقی پنجاب میں اگرچہ مسلمان زیادہ تھے مگر مشرقی پنجاب کے شہروں میں زیادہ تر ہندو بستے تھے کیونکہ قانون یہ ہے کہ جس قوم کی اقلیت ہوتی ہے وہ زیادہ تر شہروں میں مقیم ہوتی ہے۔ یوپی کے شہروں میں مسلمان آبادی کی نسبت ہندوؤں سے زیادہ ہے اور پنجاب کے شہروں میں ہندوؤں کی آبادی جو اقلیت میں تھے زیادہ تھی کیونکہ اقلیت والے ہمیشہ اپنی حفاظت کا ذریعہ سوچتے ہیں اور وہ ذریعہ انہیں یہی نظر آتا ہے کہ ہم کسی جگہ اکٹھے ہو کر رہیں چنانچہ وہ شہروں میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اس قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے مشرقی پنجاب کی شہری آبادی یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ غیر زراعت پیشہ لوگوں کی آبادی زیادہ تھی۔ اگر ۲۹ فیصدی کو ہی لے لیا جائے تو جیسا کہ میں نے بتایا ہے کُل ۵۶ لاکھ مسلمان تھے۔ گورنمنٹ کہتی ہے کہ ۴۶ لاکھ مسلمان مغربی پنجاب میں پہنچا ہے ۵ لاکھ کو مار دیا گیا ہے اور پانچ چھ لاکھ کو جبری طور پر مرتد بنا لیا گیا ہے۔ بہرحال ۴۶ لاکھ کا سوال ہم نے حل کرنا ہے ان میں سے غیر کاشتکار ۱۳ لاکھ ۲۴ ہزار ہیں اور کاشتکار ۳۲ لاکھ ۷۶ ہزار، گویا جو لوگ باہر سے آئے ہیں اور جن کے لئے ہم نے زمینوں کا انتظام کرنا ہے وہ ۳۲ لاکھ ۷۶ ہزار ہیں۔ اب ہم زمین کو دیکھتے ہیں کہ وہ کتنی ہے گورنمنٹ کے ریکارڈ کے رو سے سکھوں اور ہندوؤں کی زمین ۶۶،۱۷،۰۰۰ اور دوسرے غیر مسلموں کی زمین ۴،۰۶،۰۰۰ ایکڑ ہے گویا ۷۰ لاکھ ۲۳ ہزار ایکڑ زمین تھی۔ اس میں جو غیر مسلموں کی کاشت کردہ زمین تھی وہ ۴۸،۳۶،۵۸۱ ایکڑ تھی۔ وہ زمینیں جن کے مسلمان مزارع تھے مگر مالک ہندو ہونے کی وجہ سے بھاگ گئے وہ زمینیں اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ہم ان کے متعلق یہ

نہیں کہہ سکتے کہ آنے والے مسلمانوں کو ان زمینوں پر جگہ دی جائے اور پُرانے مسلمانوں کو نکال دیا جائے بہرحال ہمیں وہی زمین لینی پڑے گی جو غیر مُسلموں کی کاشت کردہ تھی اور وہ جیسا کہ میں نے بتایا ۵۸ ،۳۶ ، ۴۸ ایکڑ زمین ہے اور وہ افراد جن کو ہم نے بسانا ہے وہ ۳۲ لاکھ ۴۷ ہزار ہیں اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ جہاں بارانی زمینیں ہیں وہاں بجائے ایک ایکڑ فی کس کے بعض جگہ ڈیڑھ اور بعض جگہ دو ایکڑ فی کس بھی زمین دینی پڑے گی لیکن اگر ایسی زمینوں کو بھی لیا جائے تو ۴۲ لاکھ ایکڑ زمین میں بخوبی گزارہ ہوسکتا ہے پانچ لاکھ ایکڑ زمین پھر بھی بچ جائے گی گویا لوگوں کو جس قدر ضرورت ہے اس کا پورا سامان مغربی پنجاب میں موجود ہے۔

باقی رہ گئے غیر کاشتکار، ان میں بہت سے تاجر تھے، بہت سے لوہار اور ترکھان تھے، بہت سے جولاہے تھے بہت سے کمہاروں کا کام کرتے تھے، اسی طرح اور کئی قسم کے پیشے اُنہوں نے اختیار کئے ہوئے تھے یہ ۱۳ لاکھ ۲۴ ہزار ہیں۔ ان میں ایسے بھی تھے جو پروفیسر تھے یا وکیل اور بیرسٹر تھے یہ ملازم پیشہ لوگ تھے۔ ان میں سے ملازموں کو ملازمت مل گئی، تاجر تجارت کر سکتے ہیں، وکیل وکالت کر سکتے ہیں، پیشہ ور اپنا اپنا پیشہ اختیار کر سکتے ہیں، بہرحال ۱۳ لاکھ میں سے بہت قلیل ایسے لوگ بچیں گے جن کو زمینوں پر کام کرنے کی ضرورت ہو۔ ایسے لوگوں کو وہ زمین دی جاسکتی ہے جو کاشتکاروں کی ضرورت سے زائد ہے اور جو پانچ چھ لاکھ ایکڑ سے کسی صورت میں بھی کم نہیں۔ بہرحال جہاں تک زمین کا سوال ہے میرے نزدیک موجودہ مشکل کو حل کرنے میں کسی قسم کی دقت نہیں۔

پہلا نقص جو خرابی پیدا ہوئی وہ درحقیقت اس انتظام کی وجہ سے ہوئی ہے جو پناہ گزینوں کو بسانے کیلئے کیا گیا تھا۔ اصل میں خرابی کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ بجائے اس کے کہ علاقہ وار انہیں تقسیم کیا جاتا یونہی بے تحاشا انہیں پھیلانا شروع کر دیا گیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض جگہ زمینداروں نے یوں کیا کہ گاؤں کے جتنے کمّی تھے اُن کو اپنے گھر کے افراد میں شامل کر لیا۔ مثلاً گھر کے چار افراد تھے اور ۲۵ کمّی تھے تو انہوں نے ۲۹ افراد لکھوا کر ۲۹ ایکڑ زمین حاصل کر لی یا ۵۸ ایکڑ بارانی زمین حاصل کر لی۔ اِدھر کمّی زمیندار بن کر چلے گئے اور انہوں نے اپنے نام پر زمین حاصل کر لی۔ اگر علاقہ وار سب کو بسایا جاتا تو اگر کوئی شخص اِس قسم کا

فریب کرتا اس کا ہمسایہ فوراً اس کے خلاف رپورٹ کر دیتا۔ یہ طبعی بات ہے کہ اگر ایک شخص کو چار ایکڑ زمین مل رہی ہو اور دوسرا فریب سے ۵۸ ایکڑ زمین لے لے تو زمیندار اس کو برداشت نہیں کرسکتا وہ ضرور کوشش کرے گا کہ اس کا پردہ چاک کرے اور اسے اِس زمین سے بے دخل کرے۔ مگر اب حالت یہ ہے کہ جن کمیوں کے نام پر زمینیں حاصل کی گئی ہیں وہ مثلاً بیٹھے ہیں سیالکوٹ میں اور یہ لائل پور بیٹھا ہے اس نے ان کے نام پر زمینیں حاصل کر لی ہیں اور انہوں نے اپنے نام پر زمیندار بن کر زمینیں حاصل کر لی ہیں۔ میرے نزدیک یہ تمام نقص ان کو پھیلانے کے نتیجہ میں پیدا ہو رہے ہیں۔ کثرت سے ایسی مثالیں ملتی ہیں ہر خاندان کے جتنے افراد تھے ان کی تعداد سے زیادہ زمین اُنہوں نے لے لی ہے۔

دوسرا نقص

دوسرا نقص یہ واقعہ ہوا کہ جو غیر کاشتکار تھے حتّٰی کہ تاجر اور وکلاء بھی اُنہوں نے بھی بہانے بنا بنا کر زمین لے لی ہے۔ حالانکہ یہ واضح بات ہے کہ یہ زمین کاشتکاروں کو مل سکتی تھی غیر کاشتکاروں کو نہیں۔ بے شک وہ لٹے ہوئے آئے ہیں مگر بہرحال زمین کے متعلق جو قانون ہے اُس کی ضرور پابندی کی جائے گی یہ نہیں ہوسکتا کہ کاشتکاروں کا حصہ غیر کاشتکار لے جائیں مگر ہوا یہی کہ تاجر اور وکلاء اور دوسرے لوگ بھی جو غیر زراعت پیشہ تھے اور بہانے بنا بنا کر زمین حاصل کرتے چلے گئے حالانکہ یہ زمین اس طرح تو تقسیم نہیں ہو رہی تھی جس طرح شادی کے موقع پر مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے اور جو جی چاہے لے لیتا ہے یہ تو مصیبت کے وقت مستحقین کی مدد کی جا رہی تھی۔ گورنمنٹ اپنے حالات کے مطابق کاشتکاروں کی جو زیادہ سے زیادہ مدد کرسکتی تھی وہ کر رہی تھی یہ کسی بادشاہ کے بیٹے کی شادی کی تقریب نہیں تھی کہ غیر کاشتکار بھی زمینیں لینے لگ جاتے بہرحال یہ دوسرا نقص بھی شدید طور پر واقع ہوا۔

تیسرا نقص

تیسری بات یہ ہوئی کہ بعض جگہ زمینیں محفوظ ہیں مگر دکھایا یہ گیا ہے کہ وہ زمینیں لوگوں کو دے دی گئی ہیں۔ یہ کس طرح ہوا ہے اس کے متعلق ایک دو باتوں کا بیان کرنا سیاستاً مفید نہیں ورنہ مجھے وہ جگہیں معلوم ہیں، وہ زمینیں معلوم ہیں اور میں اِس بات کو قطعی شواہد کی بناء پر ثابت کرسکتا ہوں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ جالندھر کا کوئی پٹواری ہے اسے پتہ نہیں کہ اس کے رشتہ دار کہاں کہاں ہیں وہ لکھ کر دے دیتا ہے کہ اتنی زمین چالیس

آدمیوں کو دے دی گئی ہے مگر وہ زمین درحقیقت محفوظ ہوتی ہے اور وہ انتظار کر رہا ہوتا ہے اُس وقت کا جب اُس کے رشتہ دار اُس کے پاس آئیں اور وہ اُنہیں زمین دے۔ پٹواریوں کے کھاتے دیکھے جائیں تو ہزاروں ہزار ایکڑ زمین ایسی نکلے گی جو اُنہوں نے اپنے رشتہ داروں کے لئے رکھ لی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ لوگوں نے اس طرح بھی کیا ہے کہ جس وقت یہاں سے لوگ بھاگے اُنہوں نے پٹواریوں سے مل کر اصل کاشتکار کے نام کی بجائے اپنا نام چڑھا لیا۔ پھر اس میں کچھ دستِ غیب بھی چل رہا ہے۔ بہر حال زمینوں کی جو تقسیم کی گئی ہے اس میں بہت سے نقائص ہیں۔ اگر اب بھی کسی دیانتدار افسر کو مقرر کیا جائے تو جتنے لوگ آ چکے ہیں ان سب کیلئے یہی زمین کافی ہوسکتی ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ساری زمین ابھی ۴۸ لاکھ ایکڑ ہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہے یہ وہ زمین ہے جو پہلے سکھوں اور ہندوؤں کی ملکیت تھی۔ اس کے علاوہ وہ ہزار ہا ایکڑ بلکہ لاکھ دو لاکھ ایکڑ زمین ایسی ہے جو گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے سال دو سال کیلئے وہ اس زمین کے ٹھیکے دے دیتی تھی اس میں بھی ہندو اور سکھ زیادہ ٹھیکیدار تھے لیکن بہر حال مالک گورنمنٹ تھی سکھ اور ہندو عارضی ملکیت کے طور پر کام کر رہے تھے وہ زمین بھی پڑی ہے اگر اس کو بھی ملا لیا جائے تو زمین پچاس لاکھ ایکڑ تک پہنچ جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ طریق کار کو مدنظر رکھتے ہوئے تقسیم ہونے کے بعد زمین چار پانچ لاکھ ایکڑ بچنی چاہئے بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ کئی زمیندار ایسے ہیں جن کی مشرقی پنجاب میں کافی زمینیں تھیں۔ میرے نزدیک ۱۳ فیصدی زمین بڑے بڑے زمینداروں کے پاس تھی، اس کے معنی یہ ہیں کہ چھ لاکھ ایکڑ زمین بچ جائے گی کیونکہ ان کو اتنی زمین نہیں ملے گی جتنی مشرقی پنجاب میں چھوڑ آئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مغربی پنجاب میں سکھوں، ہندوؤں اور دوسرے غیر مسلموں کی زمین ۷۰ لاکھ تئیس ہزار ایکڑ تھی اس کے مقابلہ میں مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کی زمین ۴۸،۳۶،۵۸۱ ایکڑ تھی گویا جتنی زمین مشرقی پنجاب میں تھی اس سے زیادہ یہاں موجود ہے۔ اور چونکہ بڑے بڑے زمینداروں کو حصہ نہیں ملنا یا خیال کیا جاتا ہے کہ نہیں ملے گا اگر کسی نے چوری چھپے لے لیا ہو تو اور بات ہے اس لئے بہر حال یہاں پانچ سات لاکھ ایکڑ زمین بچتی ہے کم نہیں بچتی۔ پس موجودہ مشکلات کا حل موجود ہے پھر میں کہتا ہوں ہمیں یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ سکھ اور ہندو صرف زمیندار ہی نہیں

تھا بلکہ اسّی فیصدی تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی اب وہ ساری تجارت خالی ہے۔ وہ روپیہ جو ہندو کماتا تھا اسی طرح کماتا تھا کہ کپاس لی اور بیچی، کپڑا لیا اور بیچا یا اور چیزیں لیں اور بیچیں۔ اب بھی یہ سب چیزیں موجود ہیں اور جو فائدہ ہندو اور سکھ اُٹھاتا تھا اب بھی اُٹھایا جا سکتا ہے۔ اگر اس نکتہ کو سمجھ لیا جائے کہ جس طرح ساہوکار کماتا تھا اس طرح مسلمان بھی کما سکتا ہے تو پندرہ بیس لاکھ مسلمانوں کیلئے روزگار کا رستہ کھل جاتا ہے۔ مگر اِس وقت ہو یہ رہا ہے کہ کسی نہ کسی وجہ سے زمیندار کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے مثلاً کپاس کی قیمت ۲۱، ۲۲ روپیہ ہونے کے چھ سات روپیہ تک پہنچ گئی ہے۔ گورنمنٹ نے اب اعلان کیا ہے کہ ہم کارخانوں کیلئے کوئلہ مہیا کریں گے۔ مگر غالباً مہیا اُس وقت ہوگا جب جنس ہی ختم ہو جائے گی۔ فروری میں کارخانے سب بند ہو جائیں گے اور اِس اعلان کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے جب دوسرا اعلان ہوگا اُس وقت تک اسّی فیصدی کپاس زمیندار بیچ چکے ہونگے۔ بھلا اُس وقت کسی کام کا فائدہ کیا ہوگا اور زمیندار کو اس سے کیا نفع حاصل ہوگا جو کچھ کرنا تھا گورنمنٹ کو چاہئے تھا کہ فوری طور پر کرتی اور زمینداروں کو نقصان سے بچاتی مگر اُس نے اِس طرف توجہ نہیں کی اور زمینداروں کو سخت نقصان ہوا ہے۔

غیر طبعی اور غیر اسلامی سکیمیں

اصل بات یہ ہے کہ اِس وقت ایسی غیر طبعی اور غیر اسلامی سکیمیں سوچی جا رہی ہیں کہ جن کا اسلام کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں اور یہ سب نقص اِس وجہ سے ہے کہ دوسرے کی پکی پکائی چیز کھانے کی مسلمانوں کو عادت ہے خود کبھی اسلام اور قرآن کریم پر غور کرنے کی اِنہوں نے ضرورت محسوس نہیں کی۔ وہ ''اسلامی حکومت، اسلامی حکومت'' کا شور مچانے میں تو سب سے آگے ہوتے ہیں مگر اِنہوں نے کبھی قرآن کھول کر نہیں دیکھا ہوتا کہ وہ کس قسم کی حکومت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب سارا اسلام قرآن میں ہے تو ہمیں قرآن کھول کر دیکھنا چاہئے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

آبادی کی کثرت ہی ترقی کا موجب ہے

جہاں تک میں نے مختلف مُلکوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور

میں کہہ سکتا ہوں کہ میرا مطالعہ چاہے وسیع ہو یا نہ ہو میرا غور بہت وسیع ہے۔ میں اس امر کو ثابت کر سکتا ہوں کہ مُلک کی ترقی جائداد اور مال و دولت کی زیادتی میں نہیں بلکہ افراد کی زیادتی میں ہے۔ پاکستان کا علاج یہ نہیں کہ اس کا دو ہزار ایکڑ تین ہزار ایکڑ بن جائے بلکہ پاکستان کا علاج یہ ہے کہ اس کی ۲ کروڑ کی آبادی ۵ کروڑ بن جائے۔ لوگ کہیں گے کہ یہ پانچ کروڑ کھائیں گے کہاں سے؟ یہ ایک لمبا مضمون ہے جس کو اِس وقت بیان نہیں کیا جا سکتا۔

کمزور مُلک کا علاج آبادی بڑھائی جائے

لیکن تاریخ اِس بات پر شاہد ہے اور بموجب سیاسیات اس بات پر شاہد ہیں کہ کسی کمزور مُلک کا سوائے اس کے اور کوئی علاج نہیں کہ اس کی آبادی کو بڑھا دیا جائے۔ جب کسی مُلک پر تنزّل آتا ہے اس کی آبادی کم ہو جاتی ہے یہ ایک ایسا موٹا اصل ہے جس پر بیسیوں شواہد تاریخ سے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ قومی ترقی کے زمانہ میں نسل بڑھتی ہے اور قومی تنزل کے زمانہ میں نسل گھٹتی ہے۔ جب کسی قوم کی اُمنگیں مٹ جاتی ہیں اس کی نسل آپ ہی آپ کم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ آسٹریلیا کے وحشی ہزاروں کی تعداد میں تھے، امریکہ کے ریڈ انڈین لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ آسٹریلیا نے مارا ہو تو مارا ہو کم سے کم امریکہ نے ریڈ انڈینز کو نہیں مارا مگر ریڈ انڈینز کی نسل آپ ہی آپ گھٹتی چلی گئی یہاں تک کہ اب وہ صرف چند ہزار پائے جاتے ہیں اور آسٹریلیا کے وحشی چند درجن سے زیادہ نہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ کوئی انہیں خصّی کر دیتا ہے یا مار دیتا ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اُن کی اُمنگیں ماری گئیں، اُن کی اُمیدیں جاتی رہیں، اُنہیں اپنا کوئی مستقبل نظر نہیں آیا اس لئے وہ کسی غیر کی تلوار سے نہیں بلکہ اپنی طبیعت کی تلوار سے آپ مارے گئے۔ پس نسل کا بڑھانا قوم کی زندگی کا موجب ہوتا ہے۔ زمین چاہے ایک ایکڑ بھی نہ ہو تب بھی وہ اپنی روزی پیدا کر لے گا لیکن یہ مضمون اپنے بعض حصوں کی وضاحت کیلئے زیادہ تفصیل اور وقت کا تقاضا کرتا ہے میں نے خلاصۃً اِس امر کو بیان کر دیا ہے۔

نسل کو بڑھانا

میرے نزدیک ہمیں اس بارہ میں قطعی طور پر پریشان نہیں ہونا چاہئے کہ پاکستان کی زمین کیسی اور کتنی ہے، ہمیں قطعی طور پر روس کی طرف دیکھنے

کی ضرورت نہیں، ہمارا ہادی اور ہمارا راہنما قرآن ہے جس میں سارے علاج موجود ہیں اور اس میں جو علاج بتایا گیا ہے وہ نسل کو بڑھانا ہے مگر ہوشیاری اور بیداری سے۔ اس سے رزق کی مشکلات بھی حل ہو جائیں گی دولت کے رستے بھی نکل آئیں گے اور سیاسی ضعف بھی طاقت میں بدل جائے گا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ کیوں یہ کہا جاتا ہے کہ باہر سے چالیس لاکھ آدمی آ گیا ہے یہ چالیس لاکھ آدمی کھائے گا کہاں سے؟ حالانکہ اس چالیس لاکھ کو شامل کر کے بھی پاکستان کا رقبہ اتنا زیادہ ہے کہ ابھی اس میں اور بھی بہت سے لوگوں کے سمانے کی گنجائش موجود ہے۔

مغربی پنجاب کی آبادی ایک کروڑ ستر لاکھ ہے اور سارے مغربی پاکستان کی آبادی ۲ کروڑ ستر لاکھ ہے لیکن سارے پاکستان کا جو رقبہ ہے وہ بشمولیت بلوچستان تین لاکھ ۷۳ ہزار میل کے قریب ہے۔ کشمیر ملے تو یہ رقبہ اور بھی بڑھ جائے گا اور چار لاکھ سے اوپر ہو جائے گا۔ انگلستان، ویلز اور سکاٹ لینڈ کا رقبہ اٹھاسی ہزار میل ہے اور ۸۸ ہزار میل رقبہ میں اس وقت ۳ کروڑ ۷۵ لاکھ آدمی بس رہے ہیں۔ پہلے یہ آبادی چار کروڑ تھی مگر اب گر رہی ہے گویا انگلستان، ویلز اور سکاٹ لینڈ کے رقبہ سے یہ چار گنا بڑا مُلک ہے اور چونکہ وہاں ۸۸ ہزار میل کے رقبہ میں ۳ کروڑ ۷۵ لاکھ آبادی ہے اس حساب سے پاکستان کی کُل آبادی اٹھارہ کروڑ ہونی چاہئے لیکن ہے سات کروڑ، گویا ابھی گیارہ کروڑ کی آبادی بڑھ سکتی ہے۔ یہ دیکھ کر کہ انگلستان زراعتی مُلک نہیں دوسرے اس وقت وہاں آبادی کم ہو رہی ہے اِس کی آبادی بیس کروڑ سے بھی اوپر جا سکتی ہے صرف توجہ اور ان ذرائع سے کام لینے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آبادی کی ترقی کیلئے مقرر فرمائے ہیں۔

مستقبل آدمیوں سے بنا کرتا ہے

میں نے جیسا کہ پچھلے دنوں بھی بیان کیا تھا مستقبل آدمیوں سے بنا کرتا ہے۔ مستقبل زمین سے نہیں بنتا۔ بغیر اس کے کہ انسان کے پاس زمین کا کوئی ٹکڑا ہو جب وہ محنت کرتا ہے تو کسی نہ کسی طرح اپنی روزی ضرور کما لیتا ہے بلکہ جائز باتیں تو الگ رہیں اگر انسان ناجائز رنگ میں ہی روزی کمانے کے وسائل سوچنے لگے تو وہ سَو طریق سوچ لیتا ہے۔

مجھے ایک عزیز نے سنایا کہ کشمیر میں جب گزشتہ ایجی ٹیشن ہوئی تو اُس وقت وہاں کے انگریز

ریذیڈنٹ مسٹر ویکفیلڈ کو شکایت پہنچی کہ ایک کشمیری پنڈت لوگوں سے بڑی کثرت کے ساتھ رشوت لیتا ہے۔ اُس نے اُس کشمیری پنڈت کو بُلایا اور اُسے ایک دفتر میں لگا دیا۔ چند دنوں کے بعد اُس کے متعلق دریافت کیا گیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ خوب رشوت لیتا ہے اس پر اُسے دوسرے دفتر میں تبدیل کر دیا گیا مگر پھر بھی رشوت لیتا چلا گیا۔ آخر اسی طرح یکے بعد دیگرے اُسے تمام دفتروں میں پھرایا گیا مگر جہاں بھی جاتا اُس کے متعلق یہی رپورٹ آتی کہ وہ خوب رشوت لیتا ہے۔ آخر تنگ آ کر مسٹر ویکفیلڈ نے اسے دریائے جہلم پر اسلام آباد کے موڑ کے قریب بٹھا دیا اور اُسے کہا گیا کہ تمہاری سوائے اِس کے اور کوئی ڈیوٹی نہیں کہ تم صبح سے شام تک دریا کی لہریں گنتے رہا کرو۔ اس نے سمجھا یہ کام تو ایسا ہے جس میں وہ کسی سے رشوت نہیں لے سکتا۔ مگر چند دنوں کے بعد جب اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو لوگوں نے بتایا کہ اس نے تو غضب کر دیا۔ اس نے تو اتنی رشوت لی ہے جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ جو لوگ کشمیر گئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کشمیری کشتیوں کے ذریعہ سبزی ترکاری سرینگر میں بیچنے کیلئے لے جایا کرتے ہیں وہ چونکہ لہریں گننے کیلئے بیٹھا ہوتا تھا جب بھی کسی کشتی نے آنا وہ فوراً کشتی والے کو آواز دیتا کہ ٹھہر جاؤ تمہیں آگے آنے کی اجازت نہیں میں سرکاری کام کر رہا ہوں اگر تم آگے بڑھے تو میں لہریں ٹھیک طور پر نہیں گن سکوں گا۔ آخر اُس بے چارے نے کچھ رشوت پیش کرنی اور پھر اُسے آگے آنے کی اجازت ملنی۔ اِس طرح وہ ہر کشتی والے کو ٹھہرا کر اُس سے کچھ نہ کچھ رقم لے لیتا۔ کسی سے چار آنے کسی سے آٹھ آنے اور کسی سے روپیہ اور شام کو جب واپس آتا تو اس کی جیب میں کافی روپیہ ہوتا۔

غرض جب انسان بُری بات سوچنے لگے تو بھی سَو راستہ نکال لیتا ہے اور اچھی بات سوچنے لگے تو بھی سَو راستہ نکال لیتا ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو یہ تعلیم دی ہے کہ اپنی نسل کو محدود کرنے کی کوشش نہ کرو اور دوسری طرف اس نے اپنے رزق کو محدود کر دیا ہے ایک ایسی بات ہے جسے کوئی مومن تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہوسکتا۔ اگر قرآن کریم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یہ ناممکن امر ہے اور اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں تو ہمارے لئے گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر ہمارا خدا، ہمارا قرآن اور ہمارے

محمد رسول اللہ یہ کہتے ہیں کہ اپنی نسل کو محدود کرنے کی کوشش نہ کرو تو یقیناً ان کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اِس حقیقت کو ثابت کر سکتے ہیں اور خواہ اقتصادیات کا کوئی بڑے سے بڑا ماہر مجھ سے بات کر لے میں اسلامی نقطۂ نگاہ سے اس اصل کی صداقت اس پر واضح کرسکتا ہوں اور بتا سکتا ہوں کہ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ اگر آبادی بڑھ گئی تو موجودہ زمین سے لوگوں کی خوراک کا انتظام نہیں ہوسکتا۔ پس ہمارا مستقبل ہمارے سامنے ہے ہمیں نہ زمینوں کی کمی کی وجہ سے گھبراہٹ ہوسکتی ہے نہ کسی اور چیز سے۔

خدا نے میرا اور تمہارا علاج روس میں نہیں رکھا

ہمارا یہ علاج نہیں کہ ہم روس کی طرف اپنی آنکھیں بلند کریں۔ خدا نے میرا اور تمہارا علاج روس میں نہیں رکھا۔ خدا نے میرا اور تمہارا علاج دماغ میں رکھا ہے۔ ہر ایک کو خدا نے عقل اور فکر کا مادہ عطا فرمایا ہے جس سے کام لے کر وہ بڑی سے بڑی مشکلات کو حل کرسکتا ہے۔ پھر ہم پر تو اس کا مزید احسان یہ ہے کہ اس نے ہمیں وہ ہدایت عطا فرمائی ہے جو روحانی نقطۂ نگاہ سے دنیا کیلئے آخری اور مکمل شریعت ہے۔ پس ہمیں جو بھی ضرورتیں پیش آئیں ہمیں قرآن کریم اور احادیث پر غور کر کے ان کا علاج نکالنا پڑے گا۔ اگر ہم نکال لیں گے تو ان مصیبتوں سے بچ جائیں گے جن میں اِس وقت دوسری قومیں مبتلاء ہیں۔

پاکستان کی اہمیت

پاکستان کا مسلمانوں کو مل جانا اس لحاظ سے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقع میسر آ گیا ہے اور وہ آزادی کے ساتھ ترقی کی دَوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اب ان کے سامنے ترقی کے اتنے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان ذرائع کو اختیار کریں تو دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی اور پاکستان کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہوسکتا ہے۔ میں نے ایک حد تک پاکستان اور اس کے مستقبل پر غور کیا ہے میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ پاکستان کے مستقبل کا ہر پہلو میرے سامنے آ گیا ہے مگر میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ بہت کچھ سوچنے اور غور کرنے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے کے بعد اُس نے مجھے بہت سے ایسے طریق سمجھا دیئے ہیں جن پر چل کر

پاکستان ایک بہت بڑی طاقت بن سکتا ہے۔ میری اپنی سکیم یہ ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اس بات پر زور دینا چاہئے کہ ہندوستان اور پاکستان دونوں مل کر اتفاق کے ساتھ بغیر اس کے کہ ان کی آزادی میں کوئی خلل واقع ہو کام کریں تا کہ وہ حقیقی معنوں میں ترقی کر سکیں۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں کہ سکھوں نے ہماری جائدادوں کو لوٹ لیا، ہمارے عزیز ترین وجود سکھوں نے مار دیئے اور ان کے ہاتھوں ہمیں وہ دکھ پہنچا جس کی تاریخ میں ہمیں کوئی مثال نظر نہیں آتی لیکن اِس سے بھی زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ ہندوستان پھٹ گیا اور تقسیم ہو گیا۔

تقسیم ہندوستان کے وقت کیفیت

جب ہندوستان کو تقسیم کیا جانے لگا اُس وقت میرا دل تقسیم کے خیال سے کانپنے لگ گیا لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کا دو ٹکڑوں میں بٹ جانا اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی مشیّت کے ماتحت ہوا ہے۔ اُس وقت ضرورت تھی اِس بات کی کہ مسلمانوں کو ایک آزاد مُلک ملتا جس میں وہ بغیر کسی دباؤ کے آزادانہ رنگ میں ترقی کر سکتے۔ اور وہ ترقی نہیں کر سکتے تھے جب تک اِس مُلک کو پھاڑا نہ جاتا لیکن اب جبکہ اُنہیں آزادی مل چکی ہے وہ ہندوستان کے ساتھ اپنے تعلقات کو بڑھا سکتے ہیں۔ گھروں میں ہم روزانہ دیکھتے ہیں ایک گھر ہوتا ہے مگر اس میں پانچ الگ الگ چولہے بنے ہوئے ہوتے ہیں اور ہر ایک اپنی الگ الگ روٹی پکا رہا ہوتا ہے۔ اگر پانچ زمیندار ایک چھت کے نیچے اکٹھے ہو سکتے ہیں تو ہم بھی اگر الگ الگ ہو گئے ہیں اور ایک حصہ کا نام ہم نے پاکستان اور ایک کا نام انڈین یونین رکھ دیا ہے تو ہمیں ضرورت کیا ہے کہ وہ مُلک جس میں ہم پیدا ہوئے اور جس میں ہمارے باپ دادا نسلاً بعد نسلٍ رہتے چلے آئے اُس کے متعلق ہم یہ کہیں کہ وہ ختم ہو گیا۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ میں ہندوستان کو کبھی بھول نہیں سکتا۔ ثانوی وطن بے شک پاکستان ہو مگر میرا اصل وطن وہی ہندوستان ہے جس میں مَیں نے اپنی آنکھیں کھولیں، جس میں مَیں جوان ہوا اور جس میں مَیں نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ گزارا۔

پاکستان کا بننا ضروری تھا

ہمیں ضرورت تھی کہ اس مُلک کو پھاڑا جاتا کیونکہ ہندو ہمارا حق ہمیں دینے کیلئے تیار نہیں تھا لیکن جب ہمارا حق

ہمیں مل گیا تو اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اصل وطن کی یاد اپنے دلوں میں زندہ رکھیں اور ہندو اور مسلمان دونوں باہمی تعاون اور اتفاق کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے میری پہلی کوشش یہی ہوگی کہ ہندوستان یونین اور پاکستان میں سمجھوتہ کرایا جائے تاکہ دونوں مل کر کام کریں اور اتفاق اور اتحاد کے ساتھ رہیں لیکن اس کے ساتھ ہی میری دوسری کوشش یہ ہے کہ پاکستان کو مضبوط بنایا جائے۔ جب سے میں یہاں آیا ہوں میں نے پاکستان کی مضبوطی کے متعلق حکومت کے ذمہ دار افسروں کے سامنے مختلف امور رکھے ہیں اور میں سمجھتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ اس حکمت کے ماتحت مجھے قادیان سے نکال کر یہاں لایا ہے۔ مسلمانوں کی ایک مضبوط حکومت کے قیام میں مَیں اُن کی مدد کر سکوں اور پاکستان آئندہ بننے والے اسلامستان کی ایک مضبوط اساس بن جائے۔ جس طرح مَیں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کے متعلق یہ کہا جائے کہ اس کا پاکستان کے ساتھ اتحاد نہیں ہوسکتا یا یہ کہا جائے کہ اب ہم اُس مُلک کے باشندے نہیں رہے اسی طرح مَیں یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ پاکستان کو کوئی ضعف پہنچے مگر پھر بھی یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان ایک چھوٹی چیز ہے ہمیں اپنا قدم اس سے آگے بڑھانا چاہئے۔ بیشک پاکستان بھی ایک اہم چیز ہے۔ بے شک عرب بھی ایک اہم چیز ہے۔ بیشک حجاز بھی ایک اہم چیز ہے، بے شک مصر بھی ایک اہم چیز ہے، بے شک ایران بھی ایک اہم چیز ہے مگر پاکستان اور عرب اور حجاز اور دوسرے اسلامی ممالک کی ترقیات صرف پہلا قدم ہیں۔

اصل چیز اسلامستان کا قیام ہے

اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے۔ ہم نے پھر سارے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے، ہم نے پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں لہرانا ہے، ہم نے پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عزت اور آبرو کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ ہمیں پاکستان کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے، ہمیں مصر کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہے، ہمیں عرب کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے، ہمیں ایران کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے مگر ہمیں حقیقی خوشی تب ہوگی جب سارے مُلک آپس میں اتحاد کرتے

ہوئے اسلامستان کی بنیاد رکھیں۔ ہم نے اسلام کو اس کی پُرانی شوکت پر پھر قائم کرنا ہے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے۔ ہم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے، ہم نے عدل اور انصاف کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور ہم نے عدل و انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے یہی اسلامستان ہے جو دنیا میں حقیقی امن قائم کرے گا اور ہر ایک کو اس کا حق دلائے گا۔ جہاں روس اور امریکہ فیل ہوا **صرف مکہ اور مدینہ ہی اِنْشَاءَ اللّٰہ کامیاب ہوں گے۔** یہ چیزیں اس وقت ایک پاگل کی بڑ معلوم ہوتی ہیں مگر دنیا میں بہت سے لوگ جو عظیم الشان تغیر کرتے ہیں وہ پاگل ہی کہلاتے رہے ہیں اگر مجھے بھی لوگ پاگل کہہ دیں تو میرے لئے اِس میں شرم کی کوئی بات نہیں۔ میرے دل میں ایک آگ ہے، ایک جلن ہے، ایک تپش ہے جو مجھے آٹھوں پہر بے قرار رکھتی ہے۔ میں اسلام کو اس کی ذلّت کے مقام سے اُٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔ میں پھر قرآن کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں، مَیں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہوگی یا میرے بعد لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ مَیں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا مجھے توفیق دے دے۔ میں اس عظیم الشان عمارت کو مکمل کرنا چاہتا ہوں یا اس عمارت کو اتنا اونچا لے جانا چاہتا ہوں جتنا اونچا لے جانے کی اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے اور میرے جسم کا ہر ذرّہ اور میری روح کی ہر طاقت اس کام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خرچ ہوگی اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی میرے اس ارادہ میں حائل نہیں ہوگی۔

میں جماعت کے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ اپنے نقطہ نگاہ کو بدلیں۔ وہ زمانہ گیا جب ایک غیر قوم اُن پر حکمران تھی اور وہ محکوم سمجھے جاتے تھے۔ میں اُس زمانہ میں بھی اپنے آپ کو غلام نہیں سمجھتا تھا لیکن چونکہ ایک غیر قوم ہم پر حکمران تھی کبھی کبھی خواہش پیدا ہوتی کہ ہندوستان کو چھوڑ دیں اور کسی اسلامی مُلک میں جا کر رہنا شروع کر دیں مگر اب اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ بجائے اِس کے کہ ہم جہازوں میں بیٹھتے اور دُور کسی اسلامی مُلک مثلاً عرب یا حجاز

میں جاتے قادیان سے صرف اٹھائیس میل کے فاصلہ پر اُس نے ہمیں وہ مُلک دے دیا جو عمل کرے یا نہ کرے کہلاتا خدا کا ہے، کہلاتا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میں مُلک کی تقسیم کا حامی نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے بہت بڑی خوشی کا مقام ہے کہ چاہے اُس نے ایک چھوٹی چیز دے دی مگر اپنی تو دے دی۔ اُس مُلک میں اگر مَیں یہ کہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں کہتے ہیں تو سننے والا میری بات سن کر ہنس پڑے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے۔ یہاں کوئی میری بات مانے نہ مانے، سُنے نہ سُنے جب مَیں یہ کہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کہتے ہیں تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے ساتھ کیا تعلق ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ایک حکومت قائم ہوگئی ہے۔ وہ حقیقت میں ایسی ہے یا نہیں یہ ایک الگ سوال ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ایک حکومت قائم ہے۔ پس اس تصور سے میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ مَیں اُن غموں کو بھول جاتا ہوں جو ہندوستان میں ہمیں پیش آئے اس لئے کہ میرا مکان میرے ہاتھ سے جاتا رہا مگر میرے آقا کو ایک مکان مل گیا۔ یہ درست ہے کہ چوالیس لاکھ مسلمانوں کے مکان اُن کے ہاتھ سے جاتے رہے، وہ گھروں سے بے گھر ہوگئے، وہ جائدادوں سے بے دخل ہوگئے مگر ایک ایسی جگہ ضرور پیدا ہوگئی ہے جس کے متعلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ میری جگہ ہے اور یہ خوشی ہماری اپنی جائدادوں کے کھوئے جانے سے بہت زیادہ ہے۔ مثل مشہور ہے کہ مجھے کھڑا ہونے کی جگہ دو بیٹھنے کی جگہ میں آپ ہی بنالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو کھڑے ہونے کی جگہ دی ہے اب وہ بے وقوف ہوگا اگر وہ کھڑا ہی رہے اور بیٹھنے کی جگہ نہ بنائے مگر یہ کہ وہ کس طرح جگہ بنائے یہ ایک لمبا مضمون ہے جس کے بیان کرنے کی اِس وقت گنجائش نہیں لیکن میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم یہ جگہ بنا سکتے ہیں اور بغیر فساد اور لڑائی کے بنا سکتے ہیں۔ گاندھی جی کہا کرتے تھے کہ میں آہنسا [۳] سے (وہ آہنسا جس کی چادر کی دھجیاں تک ان کے پیرووٴں نے اُڑا دی ہیں) ہندوستان سے انگریزوں کو نکال سکتا ہوں۔ مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اسلام کی اہنسا اور اس کی محبت اور امن کی تعلیم سے آپ لوگ ساری دنیا کے بادشاہ بن سکتے ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اُن طریقوں کو

اختیار کیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔

جماعت کے بیرونی مشن

اس کے بعد میں اپنی جماعت کو اُن حالات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو غیر ممالک کی تبلیغ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ سال بڑی مصیبتوں کا سال تھا مگر ہمارے لئے یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ بیرونی ممالک کے مبلغین نے اعلیٰ درجہ کی قربانی سے کام لے کر جماعت کے وقار اور اس کی عظمت کو آگے سے بہت بلند کر دیا ہے۔ چونکہ مالی مشکلات بہت زیادہ تھیں اس لئے بعض مشن عارضی طور پر ہمیں بند کرنے پڑے۔ اٹلی کا مشن بند کر دیا گیا ہے، فرانس کا مشن بند کرنے کی ہم نے ہدایت دے دی تھی مگر وہاں سے مشنری نے کہا کہ میں اپنی کمائی سے اِس مشن کو جاری رکھنے کی کوشش کروں گا آپ مجھے اِس کی اجازت دے دیں۔ چنانچہ ہم نے اسے اجازت دے دی، سپین کا مشن بند کرنے کی بھی ہم نے ہدایت دے دی تھی مگر وہاں کے مبلغوں نے بھی یہی کہا کہ ہمیں اجازت دیں ہم اپنی کمائی سے اِس مشن کو جاری رکھیں، یہاں کا خرچ ہم محنت اور مزدوری سے پورا کرنے کی کوشش کریں گے اور جو کچھ بچے گا وہ سلسلہ کا مال ہوگا۔ اس کے علاوہ سوئٹزرلینڈ میں ہمارے تین مبلغ تھے جن میں سے دو جرمنی کیلئے تیاری کر رہے تھے اور ایک وہاں رہنے کیلئے تھا ان میں سے دو کو ہالینڈ بھجوا دیا گیا ہے اور ایک مبلغ وہیں ہے۔ اٹلی میں دو مبلغ تھے اُن کو ویسٹ افریقہ بھجوا دیا گیا ہے اور ایک مبلغ انگلستان میں زائد کیا گیا ہے۔ گویا فی الحال فرانس، سپین، سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ اور انگلینڈ میں ہمارے مشن قائم ہیں۔ جرمنی، بیلجیئم اور آسٹریا میں نئے مشن کھولنے کی تجویز ہے اور اٹلی میں ہمارا مشن فی الحال بند ہے۔

لندن مشن کی خدمات

انگلستان کے مشن کا کام اس سال بہت شاندار رہا ہے اور موجودہ فسادات میں اس کے پراپیگنڈہ کا بہت اچھا نتیجہ نکلا ہے۔ شروع شروع میں انگریزوں کا اکثر حصہ مسلمانوں کے خلاف تھا اور وہ ان سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتا تھا مگر اب ان کی اکثریت مسلمانوں کی مظلومیت کو سمجھنے لگ گئی ہے۔ لنڈن مشن کی کوششوں کے علاوہ ڈاکٹر سپیٹ (Spite) نے بھی اس بارہ میں بہت مفید کام کیا ہے۔ انہیں باؤنڈری کمیشن کے سلسلہ میں ولایت سے مشورہ کیلئے بُلوایا گیا تھا چونکہ وہ جغرافیہ کے

پروفیسر تھے اور اس میں بہت شہرت رکھتے تھے ہماری جماعت نے اُنہیں اس غرض کیلئے بُلوایا تھا تاکہ وہ مشورہ دے سکیں کہ جغرافیائی طور پر باؤنڈری کیسی ہونی چاہئے۔ یہاں آ کر اُن کو اپنی آنکھوں سے تمام حالات دیکھنے کا موقع ملا وہ بار بار کہتے تھے کہ مسلمان کی ساری کمزوری اس کی شرافت کی وجہ سے ہے۔ وہاں تو ہم سنتے تھے کہ مسلمان وحشی ہوا کرتا ہے مگر یہاں آ کر یہ نظر آیا کہ جو مطالبہ بھی مسلمان کرتا ہے اگر میرے ذہن میں سَو ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے اَسّی چاہئے اور جو ہندو مطالبہ کرتا ہے اس کے متعلق اگر میرے ذہن میں سَو ہوتا ہے تو وہ ہزار سے کم نہیں ٹھہرتا۔ مجھے ڈر ہے کہ کمیشن کہیں یہ نہ سمجھ لے کہ چونکہ مسلمانوں نے اتنا تھوڑا مانگا ہے اس لئے چلو انہیں اتنا ہی دے دو۔ انگلستان میں بھی اُنہوں نے اِس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ مسلمانوں نے انتہا درجہ کی شرافت دکھائی ہے اور انتہا درجہ کی امن پسندی کا ثبوت دیا ہے۔

بشیر آرچرڈ

یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ انگلستان کے ایک انگریز نَومسلم نے اپنی زندگی اسلام کی خدمت کیلئے وقف کر دی ہے اور وہ اِس وقت تبلیغ کا کام بڑے جوش اور اخلاص کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ہم نے اُن کا نام بشیر رکھا ہے۔ پہلے ان کا نام آرچرڈ تھا وہ ایک مذہبی خاندان میں سے ہیں۔ ان کا بھائی رومن کیتھولک پادری ہے مگر وہ اتنا تعصب رکھتا ہے کہ جب سے یہ اسلام لائے ہیں اُس نے ملنا جُلنا بھی بند کر دیا ہے۔

ان کی والدہ بھی متعصب عیسائی ہیں۔ اتفاق کی بات ہے کہ فسادات کے ایّام میں وہ قادیان میں ہی تھے اور چونکہ اُنہیں فوٹو لینے کا شوق ہے اور کیمرہ ان کے پاس تھا وہ فوٹو لیتے رہے۔ میں نے یہ دیکھ کر کہ اب یہاں ان کی تعلیم نہیں ہوسکتی اُنہیں واپس انگلستان بھجوا دیا۔ اب وہ دَورہ کر کے لوگوں کو تصویریں دکھاتے پھرتے ہیں کہ تم تو کہتے ہو ہندوؤں اور سکھوں نے کچھ نہیں کیا مگر ان تصویروں سے ظاہر ہے کہ لُوٹ مار اور فساد سب اُنہوں نے ہی کیا ہے اس کا بھی لوگوں پر بہت اثر ہوا ہے۔ اس نوجوان انگریز مبلغ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑا اخلاص پایا جاتا ہے۔ اُنہیں تبلیغ کیلئے لندن سے باہر ایک علاقہ میں بھجوایا گیا تھا وہاں سے اُن کی چِٹھی آئی ہے کہ میں نے تبلیغ کر کے بہت اچھا اثر پیدا کر لیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں ہمارے پاس لٹریچر کی بہت کمی ہے اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں دو تین ہفتہ کیلئے مزدوری کر کے کچھ

روپیہ کماؤں تا کہ اس سے ضروری لٹریچر چھپوایا جا سکے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ لطیفہ بھی لکھا کہ ایک شخص جس کے ہاں میں ٹھہرا ہوا تھا اُس سے سارا دن بحث ہوتی رہی۔ کل وہ مجھے ملا تو اُس نے کہا بشیر آرچرڈ! تمہارے رہنے اور بحث کرنے کا یہ نتیجہ تو نہیں نکلا کہ تم مجھے اپنے مذہب میں داخل کر لیتے لیکن یہ نتیجہ ضرور نکلا ہے کہ اب میں عیسائی نہیں رہا۔ عیسائیت سے مجھے بدظنی ہوگئی ہے۔

جرمن مشن

جرمنی میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ ہو رہی ہے۔ ابھی حال ہی میں وہاں ایک اور مسلمان کا اضافہ ہوا ہے۔ جرمنی کے نومسلموں میں تبلیغ کا اچھا جوش پایا جاتا ہے اور ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی طرف میلان لوگوں کی طبائع میں بڑھ رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں درجنوں آدمی اسلام سے رغبت رکھتے اور اس کی تعلیم کی طرف متوجہ ہیں۔ ایک نومسلم نے لکھا ہے کہ میں نے جب سے قادیان کے حالات سُنے ہیں مَیں ہر وقت بے تاب رہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں قادیان کی حفاظت کیلئے آ جاؤں۔ ایک ایسا مُلک جس کے لوگوں کا ہمارے ساتھ مذہبی، مُلکی اور نسلی لحاظ سے کوئی تعلق نہیں وہاں کے ایک شخص کا محض اس لئے کہ وہ ایک کلمہ کے رشتہ میں پرویا ہوا ہے جرمنی میں بیٹھے ہوئے اس غرض کیلئے بیتاب ہونا کہ مجھے بھی قادیان کی حفاظت کیلئے کچھ خدمت کرنے کا موقع مل جائے اسلام اور احمدیت کی صداقت اور وہاں کے دوستوں کے اخلاص کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔

ہالینڈ مشن

ہالینڈ میں گو ابھی مشن کھولے چند دن ہی ہوئے ہیں مگر اچھی کامیابی ہو رہی ہے تھوڑے ہی دن ہوئے ایک نوجوان جو بیرسٹری میں پڑھتا ہے اور بہت جوشیلا ہے احمدیت میں شامل ہوا ہے ایک نَومسلمہ نے بھی اسلام قبول کیا ہے بلکہ احمدیت میں شامل ہوتے ہی اس نے ایسی عقیدت اور اخلاص کا مظاہرہ کیا ہے جو نہایت ایمان افزا ہے۔ اس نے اپنی کسی ضرورت کیلئے سَو پونڈ جمع کئے ہوئے تھے ایک دن وہ ہمارے مبلغ کے پاس آئی اور کہنے لگی میں سمجھتی ہوں کہ موجودہ حالات میں آپ کیلئے مرکز سے خرچ کا آنا مشکل ہوگا میرے پاس آٹھ دس سال کا اندوختہ ہے اور یہی میری ساری عمر کی پونجی ہے میں اسے آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہیں۔

ہالینڈ میں انڈونیشیا کے لوگ بھی بہت کچھ توجہ کر رہے ہیں۔ خصوصاً وہ جو عیسائی ہو چکے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ہالینڈ اسلام کیلئے ایک زرخیز مُلک ثابت ہوگا سب سے زیادہ سخت فرانس کا مُلک ثابت ہوا ہے وہاں دو سال سے ایک شخص بھی اسلام میں داخل نہیں ہوا غالباً اس لئے کہ فرانس عیاش مُلک ہے اور وہ مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتا۔

سوئٹزرلینڈ

سوئٹزرلینڈ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی شروع ہوگئی ہے۔ ابتداء میں جب ہمارے مبلّغین وہاں گئے تو ایک شخص ان سے ملنے کیلئے آیا اور جب اُسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ اسلام کی تبلیغ کیلئے ہمارے مُلک میں آئے ہیں تو اس نے حیرت سے کہا کہ آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سوئٹزرلینڈ کے لوگ مسلمان ہو جائیں گے؟ ایک اور شخص نے کہا مسلمان یا تو وہ بے وقوف لوگ ہو سکتے ہیں جن کو اپنے مذہب پر یقین نہ ہو اور یا پھر بھوکے اور قلاش لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں مگر ہمارے مُلک میں یہ دونوں باتیں نہیں۔ ہمارا مُلک اقتصادی طور پر نہایت ترقی یافتہ ہے اور ہمارے مُلک کے لوگ ذہین بھی بہت ہیں اس لئے اس مُلک میں آپ اسلام کی اشاعت کی امید نہ رکھیں۔ لیکن تھوڑے ہی دن ہوئے سوئٹزرلینڈ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک شخص مسلمان ہو گیا اور ایک مجسٹریٹ کے متعلق یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہ سنجیدگی کے ساتھ اسلام کی تحقیق میں لگا ہوا ہے۔

امریکہ

یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ میں ہمارا پہلے ایک مشن تھا مگر اب وہاں چار مشن قائم کر دیئے گئے ہیں اور ابھی ان مشنوں کو اور بھی بڑھانے کی تجویز ہے۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کے لوگوں میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ انگلستان والوں سے زیادہ قربانی کرتے ہیں۔ انگلستان کے لوگ آہستہ آہستہ قربانی کی طرف آتے ہیں اور یہ دیکھتے ہوئے آتے ہیں کہ کہیں وہ سوسائٹی میں بدنام تو نہیں ہو جائیں گے لیکن امریکہ میں جو مسلمان ہوتے ہیں وہ بہت جلد اسلامی مسائل سیکھنے لگ جاتے ہیں۔ ہالینڈ میں بھی یہی دیکھا گیا ہے کہ وہاں جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں وہ اسلامی مسائل پر عمل کرنے کی تڑپ رکھتے ہیں لیکن انگلستان میں ہمیں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی سوائے بشیر آرچرڈ کے۔ بشیر آرچرڈ فوج میں لیفٹیننٹ تھے ہندوستان آئے تو انہیں قادیان کا پتہ چلا اور وہ مجھ سے ملنے کیلئے آئے۔ یہاں آکر وہ مختلف مسائل پر بحث کرتے رہے اُس

وقت وہ خود کوئی نیا مذہب نکالنا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ پہلے لوگ بھی ایسی کوششوں میں ناکام رہے ہیں اور اگر آپ نے بھی کوئی نیا مذہب نکالنا چاہا تو اس میں ناکامی کا منہ دیکھیں گے۔ آخر بیس دن کے بعد اُنہوں نے بیعت کر لی۔ وہ کہتے ہیں جب تک میں قادیان میں رہا مجھے اسلام اور احمدیت کی محبت کا کچھ زیادہ احساس نہیں ہوا لیکن جب میں باہر گیا تو یکدم محسوس ہوا کہ میں اس سے پہلے ایک ایسی فضا میں تھا جو روحانی نقطۂ نگاہ سے نہایت حسین اور خوبصورت تھی۔ اس طرح ہوتے ہوتے اسلام کی محبت ان کے دل میں بڑھتی چلی گئی اور وہ قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنے لگے۔ وہ نماز بہت باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں بلکہ بہت سے مسلمانوں کیلئے یہ بات شرم کا موجب ہونی چاہئے کہ وہ تہجد بھی باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ ایک انگریز کیلئے اپنی گزشتہ عادات کو ترک کر کے ایک نئے مذہب کی تعلیم پر عمل کرنا کتنا مشکل ہے مگر پھر بھی وہ بڑی سختی سے اسلامی تعلیم پر کاربند ہیں۔ یہ صرف ایک مثال ہے جو انگلستان کے لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ باقی لوگ اچھے ہیں، مخلص ہیں مگر ابھی تک اسلام پر پوری طرح عمل کرنے کیلئے تیار نہیں ہوئے۔ امریکہ کے لوگوں میں عمل کی قوت زیادہ پائی جاتی ہے وہ چندے بھی ہزار ہا ڈالر دیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہماری جماعت جنگ سے پہلے پولینڈ میں بھی تھی اور ہنگری میں بھی۔ پولینڈ میں کم اور ہنگری میں زیادہ۔ ہم سمجھتے تھے کہ جنگ کے دنوں میں یہ جماعتیں ختم ہوگئی ہونگی مگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کل اچانک ایک خط ملا جس پر بوڈاپسٹ لکھا ہوا تھا۔ میں نے اسے جلدی سے کھولا تو اس کے اندر لکھا تھا کہ آپ شاید ہمیں بھول گئے ہوں گے میں اُن نَومسلموں میں سے ایک ہوں جو آپ کے مشنری کے ذریعہ اس مُلک میں مسلمان ہوئے۔ اَب جو دھکا جنگ کے ذریعہ ہمارے مُلک کو لگا ہے اس سے یہ زمین اسلام کی ترقی کیلئے خاص طور پر تیار ہوگئی ہے۔ اگر آپ یہاں اپنا مبلّغ بھیجیں اور لٹریچر بھی بھجوائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آگے سے بہت زیادہ انگریز اسلام کی طرف توجہ کریں گے۔

شام و فلسطین

شام اور فلسطین میں بھی ہماری جماعت اچھی ترقی کر رہی ہے۔ ایران میں لٹریچر کی اشاعت کے ذریعہ لوگوں میں بہت بیداری پائی جاتی ہے۔

پاکستان اور ہندوستان یونین کے جھگڑے کے موقع پر اس مشن نے نہایت مفید کام کیا ہے اور اکثر ایرانی اخبارات جو پاکستان کو ملزم قرار دیا کرتے تھے انہوں نے اب پاکستان کی تائید میں مضمون لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔

انڈونیشیا

انڈونیشیا میں بھی ہماری جماعت بہت بڑی ہے۔ سماٹرا میں بھی اور جاوا میں بھی۔ اب وہاں بعض تعاونی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جن کی آمد سے کتب کی اشاعت کی جائے گی۔ انڈونیشیا میں بعض بڑے بڑے خاندان اور بڑے بڑے وزراء کے رشتہ دار بھی احمدیت میں شامل ہو چکے ہیں۔ ایک احمدی دوست جو انڈونیشیا کی حکومت میں ایک بہت بڑے عہدے پر فائز تھے انہیں رات کو چھاپہ مار کر ڈچوں نے گرفتار کر لیا اور بعد میں مروا دیا۔ بہرحال اس جگہ احمدیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوب ترقی کر رہی ہے اور اچھے اچھے خاندان اس سے دلچسپی رکھتے ہیں۔

بورنیو ایک نیا جزیرہ ہے جس میں جنگ سے کچھ دن پہلے ہم نے اپنے مبلّغ بھیجے تھے اب وہاں سے بھی خبریں آئی ہیں کہ وہاں ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم ہوگئی ہے اور اس کی ترقی کے امکانات بڑھ رہے ہیں۔

ملایا میں بھی جماعت ترقی کر رہی ہے اور وہاں بعض چینی بھی مسلمان ہوئے ہیں وہاں مسلم لیگ کی تقویت میں ہمارے مبلّغ نے بہت اچھا کام کیا ہے۔

ویسٹ افریقہ میں بھی جماعت بڑھ رہی ہے اور ایسٹ افریقہ میں بھی کئی جگہ نئی جماعتوں کا قیام ہوا ہے اور کئی افریقن عیسائی مسلمان ہوئے ہیں غرض اسلام کی اشاعت کے آثار چاروں طرف ترقی کر رہے ہیں اور ہمارے مبلّغین نے جو قربانیاں کی ہیں ان کو دیکھتے ہوئے میں امید رکھتا ہوں کہ اگر انہوں نے اپنی کوششوں اور قربانیوں کی رفتار کو اسی طرح جاری رکھا تو اگلا سال اِنْشَاءَ اللّٰہ اسلام اور احمدیت کی اشاعت کیلئے خاص طور پر مفید ہوگا۔

میں نے آئندہ تبلیغ کے سلسلہ میں یہ بھی تجویز کیا ہے کہ اب جو دیہاتی مبلّغ لئے جائیں گے وہ صرف ایسے لوگوں میں سے لئے جائیں گے جو یہ عہد کریں گے کہ پہلے ڈیڑھ دو سال کی تعلیم کے بعد وہ دو سال تک بغیر ایک پیسہ لئے سارے مُلک میں پھر کر تبلیغ کریں گے اور جس طرح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کیا کہ گاؤں والوں نے اگر روٹی دے دی تو کھالی نہ دی تو بھوکے رہے اسی طرح وہ بھی کریں گے۔اگر بھیک مانگ کر گزارہ کرنا پڑا تو بھیک مانگنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔اس طرح ہر مبلغ کو دو سال کی زندگی بغیر ایک پیسہ لئے سلسلہ کی خدمت کیلئے وقف کرنی پڑے گی تاکہ آئندہ مشکلات برداشت کرنے کی اس کے اندر قابلیت پیدا ہو جائے۔

ایک مرکز کی ضرورت

یہ بھی دوست جانتے ہیں کہ پاکستان میں آ جانے کی وجہ سے ہم سب بکھرے ہوئے ہیں ہمارا نظام ایسا ہے کہ ایک جگہ رہنے کے بغیر وہ پورے طور پر چل نہیں سکتا مثلاً مدرسہ اور کالج میں ہم اپنے لڑکوں کو دینیات کی تعلیم دیتے ہیں اگر مدرسہ اور کالج ایسی جگہ نہ ہوں جہاں جماعت کے دوست آسانی کے ساتھ اپنے لڑکوں کی تعلیم کیلئے بھجوا سکیں تو لازماً ان کی تعلیم میں حرج واقعہ ہوگا اور دینیات کی تعلیم سے وہ محروم رہ جائیں گے۔اسی طرح مثلاً جلسہ یا دوسرے اہم اجتماعات ہمارے لئے ضروری چیز ہیں مگر ایسے اجتماع بھی بغیر مرکز کے نہیں ہو سکتے۔لاہور کتنا بڑا شہر ہے مگر یہاں بھی اِسی دقّت کی وجہ سے مجھے یہ حکم دینا پڑا کہ دو ہزار سے زیادہ لوگ جلسہ پر نہ آئیں حالانکہ قادیان میں تیس تیس ہزار آدمی آتے اور ہم اُن کا آسانی سے انتظام کر لیتے تھے۔ یہاں صرف دو ہزار آدمی آئے ہوئے ہیں مگر اُن کے رہنے کا کہیں انتظام ہے اور کھانے کا کہیں انتظام ہے۔اگر قادیان کی طرح تیس ہزار آدمی یہاں آ جاتے تو ہم ان کو کہاں رکھتے۔

ہمیں مرکز بنانا پڑے گا

پس لازماً ہمیں اپنا کوئی مرکز بنانا پڑے گا اور اس مرکز کیلئے ہم جگہ تلاش کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس چونکہ اتنا روپیہ نہیں کہ ہم عمارتیں بنا سکیں اس لئے جب کسی مقام کو مرکز بنانے کا فیصلہ کیا گیا تو وہاں گھاس پھونس کی جھونپڑیاں بنالی جائیں گی تاکہ ہماری جماعت کے پھیلے ہوئے افراد اکٹھے رہ سکیں اور مشترکہ جدوجہد سے ہم اپنا پروگرام چلا سکیں۔ دوستوں کو عموماً اور قادیان والوں کو خصوصاً یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ جب مرکز کیلئے ہمیں کوئی جگہ ملے وہ فوراً وہاں اکٹھے ہو جائیں تاکہ مشترکہ جدوجہد سے ہم آگے بڑھنے کی کوشش کر سکیں۔

تجارتی سکیم

میں جماعت کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت پاکستان بھی اور ہمارے آدمی بھی اس بات کے محتاج ہیں کہ وہ تجارتی اور صنعتی ترقی میں حصہ لیں اور چونکہ ہماری جماعت تجارت کی طرف پوری توجہ نہیں کر رہی اس لئے جس طرح جماعت کے افراد پر چندہ عام فرض ہے اسی طرح ان کے ذمہ ایک تجارتی چندہ بھی لگایا جائے گا۔ یہ تجارتِ مشترکہ کیلئے ایک جبری امانت کی سکیم ہوگی اور اس سے سارے مُلک میں تجارتی دُکانیں جاری کی جائیں گی اور پھر ترقی کرتے ہوئے بعض کارخانے بھی کھولے جائیں گے۔ اس غرض کیلئے جو رقم جمع ہوگی وہ ساری کی ساری جماعت کی ہوگی اور نفع بھی جماعت کا ہی ہو گا۔ صرف اُن کو تجارت کی اہمیت اور اس کی ضرورت سمجھانے کیلئے یہ جبری طریق جاری کیا جائے گا۔ ماں باپ کا فرض ہوتا ہے اگر ان کے بچے محبت اور پیار سے کوئی بات نہ سمجھیں تو جبر سے ان کو سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ آپ لوگ میرے اور سلسلہ کے بچے ہیں اگر آپ لوگوں میں بیداری پیدا نہ ہوئی تو محض آپ کے فائدہ کیلئے ہر شخص کی حیثیت کے مطابق کچھ جبری چندہ عائد کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں آجکل کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہر کمانے والے فرد سے کم از کم ایک روپیہ چندہ لیا جائے اور جو لوگ زیادہ دے سکتے ہوں وہ زیادہ دیں تو مالی لحاظ سے یہ کوئی خاص بوجھ نہیں ہوگا بلکہ اگر پچاس ساٹھ ہزار یا ایک لاکھ تک اس میں حصہ لینے والے نکل آئے تو ممکن ہے یہ چندہ ایک روپیہ سے بھی کم کر دیا جائے مثلاً آٹھ آنے کر دیا جائے یا چار آنے کر دیا جائے۔ اس روپیہ سے جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ دُکانیں کھولی جائیں گی اور کچھ کارخانے جاری کئے جائیں گے اور آہستہ آہستہ ان کو ترقی دینے کی کوشش کی جائے گی۔ ہماری جماعت زیادہ تر ملازموں اور زمینداروں کی جماعت ہے۔ تجارت کی طرف اِس کی بہت کم توجہ ہے اور یہ توجہ نہیں ہو سکتی جب تک ایک رنگ کا جبر ان پر نہ کیا جائے۔

پس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ ہر شخص یا ہر جماعت پر کچھ نہ کچھ رقم اُس کی حیثیت کے مطابق بطور چندہ عائد کر دی جائے گی اور اس سے تجارتی دُکانیں اور کارخانے قائم کئے جائیں گے مالک وہی ہونگے ہم صرف مربی کے طور پر کام کریں گے۔

تجارتی لحاظ سے میں جماعت کو پھر اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آڑھت کا کام

کرنے کی کوشش کریں مجھ سے کئی ڈپٹی کمشنروں نے ذکر کیا ہے کہ ہم تلاش کرتے ہیں مگر مسلمان آڑھتی نہیں ملتا۔ آڑھت کا کام چھوٹے قصبات میں ایک ہزار روپیہ سے اور درمیانی قصبات میں پانچ ہزار روپیہ سے اور اچھی منڈیوں مثلاً اوکاڑہ وغیرہ میں بیس پچیس ہزار روپیہ سے چلایا جا سکتا ہے۔ پس دوستوں کو آڑھت کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے اور ایک ایک دو دو ایکڑ زمین لینے کا خیال اپنے دلوں سے نکال دینا چاہئے۔ تاجر مصیبت کے اوقات میں بھی فائدہ میں رہتا ہے جہاں مصیبت آئی وہاں سے کام چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے اور پھر جن قوموں نے دنیا کو ہلانا ہو اُن کیلئے تو بہت ہی ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی حرکت کو آزاد رکھیں۔ اُنہیں اپنے وجود کو اس طرح باندھنا نہیں چاہئے کہ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف حرکت نہ کر سکیں۔ یہ چیز ایسی ہے جس کے متعلق دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اور لوگوں کو بھی جو ان کے واقف ہوں سمجھائیں کہ زمین پر بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ اگر کامیاب زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو تجارت میں حصہ لو۔

میں نے بتایا ہے کہ میری کوشش یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں صلح ہو جائے۔ اس صلح کے نتیجہ میں لازماً ہندوؤں کو ہمیں یہاں آباد کرنا پڑے گا اور مسلمانوں کو اُدھر آباد ہونا پڑے گا۔ اگر ہندوؤں کے آنے سے پہلے پہلے مسلمانوں نے اپنی تجارت کو مضبوط نہ کیا تو وہ سخت گھاٹے میں رہیں گے اس لئے پیشتر اِس کے کہ یہ تبدیلی واقعہ ہو میں چاہتا ہوں کہ ہماری تجارت اتنی مضبوط ہو جائے کہ کوئی شخص اس کو تباہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

میں نے کل یہ بھی بتایا تھا کہ پاکستان کی حفاظت کیلئے ہمیں زیادہ سے زیادہ فوجی فنون سیکھنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ آج پھر میں اس امر کی طرف جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں زیادہ سے زیادہ فوج میں بھرتی ہونے اور زیادہ سے زیادہ فوجی فنون سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جو لوگ ہوم گارڈز میں شامل ہو سکتے ہوں وہ ہوم گارڈز میں شامل ہو جائیں جو نیشنل گارڈ میں شامل ہو سکیں وہ نیشنل گارڈز میں شامل ہو جائیں اور جو فوج میں شامل ہو سکتے ہیں وہ بری، بحری اور فضائی فوج میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ اسی طرح لوگوں کو سمجھانا چاہئے۔ قادیان سے ہماری جماعت کو کیوں ہجرت کرنی پڑی؟ ہماری ہجرت اللہ تعالیٰ کی

پیشگوئیوں کے عین مطابق ہوئی۔

اب میں اِس سوال کو لیتا ہوں جو کئی احمدیوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور کل بھی میں نے اشارۃً اس کا ذکر کیا تھا کہ قادیان احمدیوں کے ہاتھ سے کیوں نکلا؟ بار بار لوگ یہ سوال کرتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگوں کے جذبات اس قدر اُبھرے ہوئے ہوتے ہیں کہ قادیان کا ذکر کرتے ہوئے وہ رو پڑتے ہیں حالانکہ وہ قادیان کے باشندے نہیں ہوتے پھر جو قادیان کے رہنے والے ہیں وہ بھی قادیان سے میری جیسی محبت نہیں رکھ سکتے۔ میرے آباؤاجداد پانچ چھ سَو سال سے قادیان میں رہتے چلے آئے ہیں اس لئے بہرحال دوسرے لوگوں کو قادیان سے مجھ جیسی محبت نہیں ہوسکتی لیکن میری یہ حالت تھی کہ میں نے جس وقت اپنے بیوی بچوں کو قادیان سے بھیجا ہے اُس وقت میری ایک بچی جس کی والدہ فوت ہوچکی ہے زچگی کی حالت میں تھی۔ چلّہ کی حالت میں ایک عورت کا لاری میں سوار ہونا بڑا مشکل ہوتا ہے اور پھر قادیان کی جدائی تو اور بھی تکلیف دہ تھی۔ وہ مجھ سے ملنے کیلئے آئی تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے جب وہ بغلگیر ہونے کیلئے آگے بڑھی تو میں نے اپنے ہاتھ سے اس کو پیچھے ہٹا دیا اور میں نے اُس سے کہا یہ وقت رونے کا نہیں یہ کام کا وقت ہے نہ میں اِس وقت رونے کیلئے تیار ہوں اور نہ تمہیں رونے کی اجازت دے سکتا ہوں بلکہ میں اسے سخت کمزوری سمجھتا ہوں کہ ہم قادیان کیلئے رونے لگ جائیں۔ ہم خدا کے آگے روئیں گے اپنے گناہوں کیلئے، ہم خدا کے آگے روئیں گے اپنے دین کی ترقی کیلئے، ہم خدا کے آگے روئیں گے اس غرض کیلئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں تقویٰ عطا ہو اور دوسرے لوگوں کو بھی تقویٰ نصیب ہو مگر میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرسکتا کہ ہم قادیان کیلئے رونے بیٹھ جائیں۔ ہم اس وقت رونے بیٹھ گئے تو وہ کام کون کرے گا جو ہمارے سامنے ہیں۔ میں نے تو اقرار کیا ہوا ہے کہ قادیان کے غم میں اُسی دن میرا آنسو بہے گا جب اس کے ساتھ دوسرا آنسو اس خوشی میں بہے گا کہ ہم قادیان میں داخل ہو رہے ہیں۔ پس ہمارے آنسو رُکے رہنے چاہئیں، ہمارے دل مضبوط ہونے چاہئیں، ایک بہت بڑا کام ہے جو ہمارے سپرد ہے ہمارا یہ کام نہیں کہ ہم عورتوں کی طرح بیٹھ کر رونے لگ جائیں۔ وہ ہنڈیا جس کی بھڑاس نکل جاتی ہے اپنا ڈھکنا بھی ہلا نہیں

سکتی مگر وہ ہنڈیا جس کی بھڑاس بند رہتی ہے وہ اپنے ڈھکنے کو اُڑا کر رکھ دیتی ہے۔ پس ہمیں اپنے جوش اپنے سینوں میں دبانے چاہئیں اور اُس دن کیلئے اپنی ساری جدوجہد وقف کر دینی چاہئے جس دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم پھر قادیان میں داخل ہوں اور پھر ہمیں فتح اور غلبہ حاصل ہو۔ اُس دن کے آنے سے پہلے ہمارے آنسو قادیان کیلئے نہیں بہنے چاہئیں۔ ہم روئیں گے نیکی حاصل کرنے کیلئے، ہم روئیں گے اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنے کیلئے مگر میرے نزدیک قادیان کیلئے رونا اُس وقت تک حرام ہے جب تک قادیان ہمیں واپس نہیں مل جاتا اور کم از کم میں اس کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں مگر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ ہائے یہ کیا ہوگیا؟ اُنہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہی کچھ ہوا جو خدائی منشاء اور اس کی ازلی تقدیر کا نوشتہ تھا۔ اِس وقت جو کچھ ہوا اس کی خبر ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہی نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ملتی ہے۔ آپ لوگ یعنی احمدی حضرت مرزا صاحب کو جو بانی سلسلہ احمدیہ ہیں مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی معہود علیہ السلام سمجھتے ہیں اور جو کچھ مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی معہود کے متعلق احادیث میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں ان کے متعلق آپ لوگ یقین رکھتے ہیں کہ وہ بہرحال یا آپ کے زمانہ میں پوری ہو چکی ہیں یا اُنہوں نے آپ کی جماعت کے ذریعہ اب پورا ہونا ہے کیونکہ پیشگوئیوں میں یہ دونوں پہلو ہوتے ہیں بعض دفعہ تو جس شخص کا نام لیا جاتا ہے اُس کے زمانہ میں اور اُسی کے ہاتھ پر وہ پیشگوئی پوری ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ اس کے اتباع کے ہاتھ پر وہ پیشگوئی پوری ہوتی ہے یا مثلاً باپ دیکھا جاتا ہے تو اس سے مراد اس کا بیٹا ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤیا میں دیکھا کہ قیصر و کسریٰ کی کنجیاں آپ کو دی گئی ہیں [۳] لیکن یہ کنجیاں آپ کے بعد حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آئیں گویا کنجیاں دیکھی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھیں مگر آئیں آپ کے اتباع کے زمانہ میں۔ پس پیشگوئیوں کا یہ ایک ضروری پہلو ہے کہ بعض دفعہ ایک پیشگوئی خود امام کے زمانہ میں نہیں بلکہ اس کے اتباع کے زمانہ میں پوری ہوتی ہے۔

اس اصولی نکتہ کو بیان کرنے کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ احادیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ جب مسیح موعود دنیا میں مبعوث ہوگا تو پہلے اس کی دجّال

سے لڑائی ہوگی۔ اس کے بعد یاجوج اور ماجوج سے لڑائی کرنی پڑے گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِیْ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ لِقِتَالِھِمْ [۵] میں نے دو قومیں ایسی نکالی ہیں جن کے مقابلہ کی کسی میں طاقت نہیں ہوگی فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ [۶] پس تُو میرے بندوں کو پہاڑ کی طرف لے کر چلا جا۔ یہ پیشگوئی ہے جو مسیح موعود کے متعلق احادیث میں پائی جاتی ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ یہ پیشگوئی بعض دفعہ لفظاً کسی اور شخص کے متعلق ہوتی ہے مگر اس سے مراد اس کی اولاد یا اتباع ہوتے ہیں اس لئے یہ ضروری نہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو پیشگوئی کی گئی ہے یہ خود مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہونے والی ہو چنانچہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک موقع پر بیان فرماتے ہیں کہ

''انبیاء کے ساتھ ہجرت بھی ہے لیکن بعض رؤیا نبی کے اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیصر وکسریٰ کی کنجیاں ملی تھیں تو وہ ممالک حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے''۔ [۷]

گویا ہجرت کے متعلق خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تصریح فرما دی کہ ضروری نہیں کہ یہ بات میرے زمانہ میں ہی ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ میرے کسی بیٹے کے زمانہ میں ہو جائے۔ بہرحال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک وقت میں دو قومیں نکلیں گی اور ان کا جتھہ اِتنا مضبوط ہوگا کہ ان کے مقابلہ کی کسی میں طاقت نہیں ہوگی۔ اُس وقت ہم اپنے مسیح موعود کو حکم دیں گے کہ تو ہمارے بندوں کو پہاڑ کی طرف لے جا۔ یہ پیشگوئی ہے جس کے ماتحت ہماری قادیان سے ہجرت ہوئی چنانچہ دیکھ لو تم اپنی مجلسوں میں کیا کہا کرتے ہو کہ کس نے فساد برپا کیا؟ تم ہمیشہ کہا کرتے ہو ہندوؤں اور سکھوں نے۔ پس یہی دو قومیں ہیں جن کے خروج کی احادیث میں خبر دی گئی تھی اور فرمایا گیا تھا کہ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِیْ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ لِقِتَالِھِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ یاجوج اور ماجوج یہ دو قومیں میں نے ایسی نکالی ہیں جن کے مقابلہ کی کسی میں طاقت نہیں ہوگی۔ چنانچہ واقعات سے اس کا ثبوت بھی مل گیا۔ علاقوں کے علاقے بغیر مقابلہ کئے مسلمانوں نے خالی کر دیئے اور چونکہ اس

کے ساتھ ہی مسیح موعود کے متعلق یہ خبر دی گئی ہے کہ اسے اپنے ساتھیوں کو طور کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا اس لئے اس پیشگوئی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ اُس علاقہ کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے جس علاقہ میں مسیح موعود کا مرکز ہوگا اور بتایا گیا ہے کہ اس علاقہ میں ان دو قوموں کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ یہ مراد نہیں کہ پاکستان میں بھی ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکے گا کیونکہ اس جگہ کے متعلق تو فرماتا ہے کہ فَحَرِّزْ عِبَادِیْ اِلَی الطُّوْرِ ۔میرے بندوں کو پہاڑی کی طرف لے جا۔ پہاڑ سے مراد ایسا مقام ہوتا ہے جو مضبوط اور محفوظ ہو۔

پاکستان مسلمانوں کے لئے طُور

چنانچہ اِس وقت پاکستان کو خداتعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے طُور بنا دیا ہے اور یہاں ان کی جانوں کی حفاظت ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کو دیکھا جائے تو ان میں بھی اسی قسم کے فتنوں اور فسادات کا ذکر آتا ہے جو پہلے انبیاء کی جماعتوں کو پیش آئے۔اسی طرح ان الہامات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت کو ایک دن ہجرت بھی کرنی پڑے گی چنانچہ آپ کا الہام ہے۔اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَھُمْ لَایُفْتَنُوْنَ [8]

کیا جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والوں کو ایسی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور اُنہیں ان فتنوں میں نہیں ڈالا جائے گا جو پہلی جماعتوں کو پیش آئے۔اگر وہ ایسا خیال کرتے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے وہ فتنوں میں ضرور ڈالے جائیں گے، وہ پہلی قوموں کی طرح ضرور جھنجھوڑے جائیں گے۔کوئی بھی مامور آج تک ایسا نہیں گزرا جس کی جماعت صرف چندے دے کر جیت گئی ہو۔ ہمیشہ اسے گردنیں کٹوانی پڑی ہیں تب اُسے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ پھر آپ کا ایک الہام ہے ''داغ ہجرت'' [9] یعنی ایک دن ہماری جماعت کو بھی ہجرت کرنی پڑے گی۔

اسی طرح آپ کا ایک الہام ہے۔

''قَدْجَاءَ وَقْتُ الْفَتْحِ وَالْفَتْحُ اَقْرَبُ ۔ یَخِرُّوْنَ عَلَی الْمَسَاجِدِ ۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْنَ لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُاللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَاَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ [10]

فرماتا ہے فتح آ گئی وہ فتح بہت ہی قریب ہے جب وہ فتح آئے گی تو تمہارے دشمن ماتھے کے بل گریں گے اور کہیں گے اے ہمارے ربّ! ہمیں معاف کر دے۔ ہم سے بہت خطا ہوئی تب تم اسی طرح جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر یہ کہا کہ لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُاللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَاَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ تم بھی کہو گے کہ جاؤ ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ گویا وہی الفاظ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر فرمائے تھے اللہ تعالیٰ نے پھر انہی الفاظ کو بطورِ پیشگوئی نازل کر کے بتا دیا کہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہونا مقدر ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی وہ آیت جس میں ہجرت اور پھر فتح مکہ کی خبر دی گئی تھی آپ پر بھی الہاماً نازل ہوئی یہ آیت کہ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ [11] یقیناً وہ عظیم الشان ہستی جس نے تجھ پر قرآن کریم کی اطاعت اور اس کی فرمانبرداری فرض کی ہے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتی ہے کہ تجھے قادیان چھوڑنی پڑے گی لیکن ہم پھر تجھے اسی قادیان میں واپس لائیں گے۔ یہی وحی قرآن کریم میں موجود ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم کو مکہ چھوڑنا پڑے گا لیکن ہم پھر تجھے مکہ واپس دلائیں گے۔ یہی الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دوبارہ نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ تم کو بھی قادیان چھوڑنی پڑے گی مگر ہم اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم پھر تجھے دوبارہ قادیان واپس لائیں گے۔

پھر آپ کا الہام ہے یَاْتِیْ عَلَیْکَ زَمَنٌ کَمَثَلِ زَمَنِ مُوْسٰی [12] یعنی جو کہ موسیٰ علیہ السلام پر گزری وہ تجھ پر بھی گزرے گی اسی طرح آپ کا ایک رؤیا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"دیکھا کہ میں مصر کے دریائے نیل پر کھڑا ہوں اور میرے ساتھ بہت سے بنی اسرائیل ہیں اور میں اپنے آپ کو موسیٰ سمجھتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھاگے چلے آتے ہیں۔ نظر اُٹھا کر پیچھے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرعون ایک لشکرِ کثیر کے ساتھ ہمارے تعاقب میں ہے اور اس کے ساتھ بہت سامان مثل گھوڑے گاڑیوں، رتھوں کے ہے اور وہ ہمارے بہت قریب آ گیا ہے میرے ساتھی بنی اسرائیل بہت

گھبرائے ہوئے ہیں اور اکثر ان میں سے بے دل ہوگئے ہیں اور بلند آواز سے چلاتے ہیں کہ اے موسیٰ! ہم پکڑے گئے تو میں نے بلند آواز سے کہا کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ اتنے میں مَیں بیدار ہوگیا اور زبان پر یہی الفاظ جاری تھے''۔[۱۳]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر سے ہجرت کرنی پڑی تھی اور فرعون آپ کے تعاقب میں نکلا تھا یہ سارا واقعہ ایک نظارہ کی صورت میں آپ کو دکھایا گیا اور اس طرح بتایا گیا کہ دشمن نہ صرف مارے گا بلکہ فرعون کی طرح وہ نکلنے بھی نہیں دے گا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ میری جماعت کے لوگ فرعون اور اس کے لشکر کے تعاقب کو دیکھ کر گھبرا گئے اور کہہ اُٹھے کہ اے موسیٰ ہم پکڑے گئے۔ تب میں نے کہا کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ ہرگز نہیں میرا ربّ میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے سلامتی کے ساتھ منزلِ مقصود پر لے جائے گا۔ چنانچہ قادیان والے گواہ ہیں، سارے پنجاب میں بسنے والے لوگ گواہ ہیں کہ اگر کوئی جماعت دشمن کے حملہ سے محفوظ رہ کر پاکستان پہنچی ہے تو وہ صرف قادیان والے ہی ہیں۔ پھر آپ کا الہام ہے۔ مَصَالِحُ الْعَرَبِ ۔مَسِیْرُ الْعَرَبِ''[۱۴] عرب کی مصلحتیں عرب میں چلنا۔ پھر آپ کو ایک کاغذ دکھائی دیا اُس پر لکھا تھا۔ ''بامراد''[۱۵] پھر ایک کاغذ دکھائی دیا اُس پر لکھا تھا ''ردِّ بلا''[۱۶] مَسِیْرُ الْعَرَبِ والے الہام کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

''اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ''عرب میں چلنا''۔ شاید مقدر ہو کہ ہم عرب میں جائیں''۔[۱۷]

میں نے بتایا ہے کہ ہمارا کام سارے مسلمانوں کو متحد کرنا اور عملی لحاظ سے اُن میں اشتراک پیدا کرنا ہے۔ مصر اور عرب اسلامی ممالک ہیں اور پاکستان کے ساتھ ان کا اتحاد اسلام کی آئندہ ترقی کیلئے ایک نہایت ہی بیش قیمت چیز ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام بتا رہا ہے کہ ہمیں اسلامی ممالک کی طرف بھی توجہ کرنی پڑے گی اور عرب میں اس غرض کیلئے جانا پڑ گیا۔ چنانچہ میری نیت اور ارادہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اگلے سال ان تین جگہوں میں سے کسی ایک جگہ میں ضرور جاؤں گا یا میں عرب جاؤں گا یا میں یورپ میں جاؤں گا یا میں امریکہ میں جاؤں گا۔ میرا منشاء ہے کہ میں دورہ کر کے مسلمانوں کی تنظیم اور اُن کے کام کو مضبوط کرنے

کی کوشش کروں پھر آپ کا ایک اور رؤیا بھی ہے۔آپ فرماتے ہیں:۔

''ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص میرا نام لکھ رہا ہے تو آدھا نام اُس نے عربی میں لکھا ہے اور آدھا انگریزی میں لکھا ہے''۔ [۱۸]

میں بتا چکا ہوں کہ آپ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ بعض پیشگوئیاں میری اولاد کے ہاتھ پر پوری ہونگی۔ اِس لحاظ سے اِس رؤیا کی تعبیر یہ تھی کہ میری خلافت کا زمانہ دو حصوں میں تقسیم ہوگا۔ کچھ حصہ میری خلافت کا انگریزوں کی ماتحتی میں گزرے گا اور کچھ حصہ عربی زبان سے تعلق رکھنے والوں یعنی مسلمانوں کے ماتحت گزرے گا۔

اسی طرح آئینہ کمالاتِ اسلام کی پیشگوئی بڑی واضح ہے یہ پیشگوئی آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۷۸ تا ۵۸۰ میں درج ہے میں اِس وقت اس کا خلاصہ سنا دیتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں۔

میں گھوڑے پر کہیں جانے کیلئے تیار ہوا جب باہر نکلا تو ایک لشکر دیکھا جو میری تباہی کیلئے نکلا ہے لیکن میں نے اس کی پرواہ نہیں کی اور اپنے کام پر چلا گیا۔اس کے بعد میں نے دیکھا (گویا لوٹ کر) کہ ہزاروں آدمی فسادیوں کے لباس میں مشرکانہ چہروں والے میرے باغ کو کاٹنے کیلئے باغ کی طرف گئے ہیں اور میں سمجھا کہ یہ میری جائداد کو برباد کر دیں گے اور میری ساری زمین دشمنوں سے بھر گئی اور اس کا وطن بن گئی اور میں نے اُس وقت محسوس کیا کہ میں بے بس اور ضعیف ہوں لیکن مَیں بڑھا کہ حقیقت حال معلوم کروں تب مَیں نے دیکھا کہ سب کے سب وہاں مَرے پڑے تھے جس پر میں نے خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ [۱۹]

پس ہمارا قادیان سے نکلنا اور ہجرت کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے اس کے علاوہ خود میرے کشوف اور الہامات بھی صریح طور پر ان واقعات کی خبر دے رہے تھے۔ چنانچہ ۱۹۴۴ء میں مَیں لاہور میں تھا کہ مجھے خدا نے بتایا کہ وہ موعود لڑکا جس کی بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دی گئی تھی وہ مَیں ہی ہوں۔ یہ خواب میں نے قادیان میں جا کر سنا دی اور پھر لاہور میں ۱۲ر مارچ ۱۹۴۴ء کو جلسہ کر کے ۱۲ ہزار کے مجمع کے سامنے مَیں نے اپنی یہ خواب سنائی۔اس خواب میں وضاحتاً یہ ذکر آتا

ہے کہ دشمن کی فوج سے بھاگ کر مَیں ایک دوسرے مُلک میں چلا گیا اور وہاں پہنچ کر میں نے مقابلہ کیلئے تنظیم کی۔

اِس خواب کا ایک عجیب پہلو یہ ہے کہ لاہور میں ہی مَیں نے یہ خواب دیکھی تھی اور اب تنظیم کیلئے بھی مَیں لاہور میں ہی آیا ہوں۔

پھر ایک اور عجیب بات جو حیرت میں ڈالتی ہے یہ ہے کہ ہمارے آدمیوں نے اُس وقت جو جلسہ گاہ تجویز کیا وہ یہی پٹیالہ ہاؤس کی زمین تھی جس میں اِس وقت ہمارا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے اور یہی گھر اُس وقت ہمارے سامنے تھے جن میں اب ہمارے دفاتر وغیرہ ہیں اور یہی وہ جگہ تھی جہاں میں نے بارہ ہزار کے مجمع کو اپنی خواب سنائی۔ اب قادیان سے جب ہمیں ہجرت کرنی پڑی اور لاہور آئے تو اُس وقت گورنمنٹ بھی مہاجرین کو مکانات بانٹ رہی تھی۔ مَیں نے بھی کوشش کی کہ ہمیں کوئی مکان مل جائے مگر اتفاق کی بات ہے ہمیں اپنی رہائش کی وہیں جگہ ملی جہاں ۱۲ ؍مارچ ۱۹۴۴ء کو جلسہ کر کے میں نے اپنی خواب کا اعلان کیا تھا اور اب اُسی مقام پر کھڑے ہو کر میں اپنی اُس خواب کے پورا ہونے کا اعلان کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ ہمارے قادیان سے نکلنے، دشمن کے فساد کرنے اور حلقہ مسجد مبارک کے سِوا اور تمام مقامات پر اُس کے غالب آ جانے کی اللہ تعالیٰ نے مجھے ۱۹۴۱ء میں ہی خبر دے دی تھی اور پھر ایک خطبہ میں میں نے بیان کی تھی اور ۲۱ ؍دسمبر ۱۹۴۱ء کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ میں یہ خواب لفظاً لفظاً سنا دیتا ہوں تا کہ پتہ لگے کہ کتنے واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے ان تمام واقعات کی ہمیں قبل از وقت خبر دے دی تھی۔

میں نے دیکھا کہ میں ایک مکان میں ہوں جو ہمارے مکانوں سے جنوب کی طرف ہے اور اس میں ایک بڑی بھاری عمارت ہے جو کئی منزلوں میں ہے اس کئی منزلہ عمارت میں میں بھی ہوں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یکدم غنیم حملہ کر کے آ گیا ہے اور اس غنیم کے حملہ کے مقابلہ کے لئے ہم لوگ تیاری کر رہے ہیں۔ میں اس وقت اپنے آپ کو کوئی کام کرتے نہیں دیکھتا مگر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں بھی لڑائی میں شامل ہوں یوں اس وقت میں نے نہ تو توپیں دیکھی ہیں نہ کوئی اور سامانِ جنگ، مگر میں سمجھتا بھی ہوں کہ تمام قسم کے آلاتِ حرب استعمال کئے جا رہے

ہیں ۔اس دوران میں میں نے محسوس کیا کہ وہاں پٹرول کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہے میں تیزی سے اُتر کر نچلی منزل میں آتا ہوں اور کہتا ہوں پٹرول ختم ہو گیا ہے ۔اس وقت میں خیال کرتا ہوں کہ ہمیں پٹرول موٹروں کے لئے نہیں چاہیے بلکہ دشمن پر پھینکنے کے لئے پٹرول کی ضرورت ہے چنانچہ مجھے کسی شخص نے بتایا کہ نیچے ایک تہہ خانہ ہے جس میں پٹرول موجود ہے اس پر ایک شخص اس تہہ خانہ میں گیا اور چھ گیلن پٹرول کی بیرل لے کر آ گیا ساتھ ہی اُس کے دوسرے ہاتھ میں ایک سیڑھی ہے تا کہ سیڑھی کی مدد سے وہ اوپر چڑھ کر دشمن پر پٹرول پھینک سکے یہ دونوں چیزیں اُٹھا کر اس نے اوپر چڑھنا شروع کیا اور اتنی تیزی سے وہ چڑھنے لگا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گر جائے گا چنانچہ میں اسے کہتا ہوں سنبھل کے چڑھو ایسا نہ ہو کہ گر جاؤ اور خواب میں میں حیران بھی ہوتا ہوں کہ کیسا بہادر آدمی ہے کہ اس کے ہاتھ میں چھ گیلن یعنی تیس سیر پٹرول ہے اور ہاتھ میں سیڑھی ہے اور یہ اس بہادری سے چڑھتا چلا جاتا ہے ۔ پھر یہ نظارہ بدل گیا اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ جیسے ہم اس مکان میں سے نکل آئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن غالب آ گیا ہے اور ہمیں وہ جگہ چھوڑنی پڑی ہے باہر نکل کر ہم حیران ہیں کہ کس جگہ جائیں اور کہاں جا کر اپنی حفاظت کا سامان کریں ۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ میں آپ کو ایک جگہ بتاتا ہوں آپ پہاڑوں پر چلیں وہاں ایک اٹلی کے پادری نے گرجا بنایا ہوا ہے اور ساتھ ہی اس نے بعض عمارتیں بھی بنائی ہوئی ہیں جنہیں وہ کرایہ پر مسافروں کو دے دیتا ہے وہاں چلیں وہ مقام سب سے بہتر رہے گا ۔ میں کہتا ہوں بہت اچھا ۔ چنانچہ میں گائیڈ کو ساتھ لے کر پیدل ہی چل پڑتا ہوں ایک دو دوست اور بھی میرے ساتھ ہیں ۔ چلتے چلتے ہم پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ گئے مگر وہ ایسی چوٹیاں ہیں جو ہموار ہیں اس طرح نہیں کہ کوئی چوٹی اونچی ہو اور کوئی نیچی جیسے عام طور پر پہاڑوں کی چوٹیاں ہوتی ہیں بلکہ وہ سب ہموار ہیں جس کے نتیجہ میں پہاڑ پر ایک میدان سا پیدا ہو گیا ہے وہاں میں نے دیکھا کہ ایک پادری کالا سا کوٹ پہنے کھڑا ہے اور پاس ہی ایک چھوٹا سا گرجا ہے اس آدمی نے پادری سے کہا کہ باہر سے کچھ مسافر آئے ہیں انہیں ٹھہرنے کے لئے مکان چاہیے وہاں ایک مکان بنا ہوا نظر آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پادری لوگوں کو کرایہ پر جگہ دیتا ہے اس نے ایک آدمی سے کہا کہ انہیں مکان دکھا دیا جائے وہ

مجھے مکان دکھانے کے لئے لے گیا اور ایک دوست اور بھی ہیں میں نے دیکھا وہ کچا مکان ہے اور جیسے فوجی بارکیں سیدھی چلی جاتی ہیں اسی طرح وہ مکان ایک لائن میں سیدھا بنا ہوا ہے مگر کمرے صاف ہیں میں ابھی غور کر رہا ہوں کہ جو شخص مجھے کمرہ دکھا رہا تھا اس نے خیال کیا کہ کہیں میں یہ نہ کہہ دوں کہ یہ ایک پادری کی جگہ ہے ہم اس میں نہیں رہتے ایسا نہ ہو کہ ہماری عبادت میں کوئی روک پیدا ہو چنانچہ وہ خود ہی کہنے لگا آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ یہاں مسجد بھی ہے۔ میں نے اسے کہا کہ اچھا مسجد دکھاؤ اس نے مجھے مسجد دکھائی جو نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی مگر چھوٹی سی تھی ہماری مسجد مبارک سے نصف ہوگی لیکن اس میں چٹائیاں اور دریاں وغیرہ بچھی ہوئی تھیں اسی طرح امام کی جگہ ایک صاف قالینی مصلّٰی بھی بچھا ہوا تھا۔ مجھے اس مسجد کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی اور میں نے کہا کہ ہمیں یہ جگہ منظور ہے خواب میں میں نے یہ خیال نہیں کیا کہ مسجد وہاں کس طرح بنائی گئی ہے مگر بہرحال مسجد دیکھ کر مجھے مزید تسلی ہوئی اور میں نے کہا کہ اچھا ہوا مکان بھی مل گیا اور ساتھ ہی مسجد بھی مل گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں باہر نکلا اور میں نے دیکھا کہ اِکّا دُکّا احمدی وہاں آ رہے ہیں۔ خواب میں میں حیران ہوتا ہوں کہ میں نے تو ان سے یہاں آنے کا ذکر نہیں کیا تھا ان کو جو میرے یہاں آنے کا پتہ لگ گیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی محفوظ جگہ نہیں چاہے یہ دوست ہی ہیں لیکن بہرحال اگر دوست کو ایک مقام کا علم ہو سکتا ہو تو دشمن کو بھی ہو سکتا ہے محفوظ مقام تو نہ رہا۔ چنانچہ خواب میں میں پریشان ہوتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ ہمیں پہاڑوں میں اور زیادہ دور کوئی جگہ تلاش کرنی چاہیے۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ شیخ محمد نصیب صاحب آ گئے ہیں۔ میں اس وقت مکان کے دروازے کے سامنے کھڑا ہوں اُنہوں نے مجھے سلام کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ لڑائی کا کیا حال ہے اُنہوں نے کہا دشمن غالب آ گیا ہے میں کہتا ہوں کہ مسجد مبارک کا کیا حال ہے اُنہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ مسجد مبارک کا حلقہ اب تک لڑ رہا ہے میں نے کہا اگر مسجد مبارک کا حلقہ اب تک لڑ رہا ہے تب تو کامیابی کی امید ہے میں اس وقت سمجھتا ہوں کہ ہم تنظیم کے لئے وہاں آئے ہیں اور تنظیم کرنے کے بعد دشمن کو پھر شکست دیں گے۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کچھ اور دوست بھی وہاں پہنچ گئے ہیں ان کو دیکھ کر مجھے اور

پریشانی ہوئی اور میں نے کہا کہ یہ تو بالکل عام جگہ معلوم ہوتی ہے حفاظت کے لئے یہ کوئی خاص مقام نہیں ان دوستوں میں ایک حافظ محمد ابراہیم صاحب بھی ہیں اور لوگوں کو میں پہچانتا نہیں صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ احمدی ہیں حافظ صاحب نے مجھ سے مصافحہ کیا اور کہا بڑی تباہی ہے بڑی تباہی ہے پھر ایک شخص نے کہا کہ نیلے گنبد میں ہم داخل ہونے لگے تھے مگر وہاں بھی ہمیں داخل نہیں ہونے دیا گیا میں نے نیلا گنبد لاہور کا ہی سنا ہوا ہے واللہ اعلم کوئی اور بھی ہو بہرحال اس وقت میں نہیں کہہ سکتا کہ نیلے گنبد کے لحاظ سے اس کی کیا تعبیر ہوسکتی ہے البتہ اس وقت بات کرتے کرتے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ نیلا سمندر کا رنگ ہوتا ہے ممکن ہے کوئی خلیج ایسی ہو جسے انگریز محفوظ سمجھتے ہوں مگر وہاں بھی تباہی ہو۔

اس کے بعد حافظ صاحب نے کوئی واقعہ بیان کرنا شروع کیا اور اسے بڑی لمبی طرز سے بیان کرنے لگے جس طرح بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بات کو جلدی ختم نہیں کرتے بلکہ اسے بلاوجہ طول دیتے چلے جاتے ہیں اسی طرح حافظ صاحب نے پہلے ایک لمبی تمہید بیان کی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جالندھر کا کوئی واقعہ بیان کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں بھی بڑی تباہی ہوئی ہے اور ایک منشی کا جو غیر احمدی ہے اور پٹواری یا گرداور ہے بار بار ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ منشی جی ملے اور اُنہوں نے بھی اسی طرح کہا میں خواب میں بڑا گھبراتا ہوں کہ یہ موقع تو حفاظت کے لئے انتظام کرنے کا ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی مرکز تلاش کیا جائے اُنہوں نے منشی جی کی باتیں شروع کر دی ہیں چنانچہ میں ان سے کہتا ہوں کہ آخر ہوا کیا؟ وہ کہنے لگے منشی جی کہتے تھے کہ ہماری تو آپ کی جماعت پر نظر ہے میں نے کہا بس یہی بات تھی نا کہ منشی جی کہتے تھے کہ اب ان کی جماعت احمدیہ پر نظر ہے یہ کہہ کر میں انتظام کرنے کے لئے اُٹھا اور چاہا کہ کوئی مرکز تلاش کروں کہ آنکھ کھل گئی۔

خواب سے بیدار ہونے کے بعد اس کی تعبیر میرے ذہن میں یہ آئی کہ اس سے مراد کوئی مقامی فتنہ ہے جس میں دشمن سے ہماری جماعت کو کوئی نقصان پہنچے گا کیونکہ سارے نام اپنی جماعت سے تعلق رکھنے والے دوستوں کے ہی تھے مگر نو بجے کے قریب جیسا کہ ریڈیو کی خبروں کی رپورٹ مجھے ملی اس وقت معلوم ہوا کہ جاپان نے یکدم حملہ کر دیا ہے اور وہ بہت سا آگے

بڑھ آیا ہے میں نے جیسا کہ بتایا ہے بعض دفعہ مقامی نظارے دکھائے جاتے ہیں مگران سے مراد دُور کے نظارے ہوتے ہیں مسجد مبارک کے حلقے کی طرف سے لڑائی جاری رہنے کا غالباً یہ مفہوم ہے کہ بعض انگریزی علاقے جاپانی گھیر لیں گے مگر انگریز برابر لڑتے رہیں گے چنانچہ اب بھی بعض علاقے ایسے ہیں جن کے چاروں طرف جاپانی فوجیں پہنچ گئی ہیں مگر ایسی حالت میں انگریزوں نے مقابلہ جاری رکھا تو امید ہے کہ ان کی شکست فتح میں بدل جائے گی۔[20]

اس رؤیا پر غور کر کے دیکھ لو اس میں لڑائی کا بھی ذکر ہے، قادیان سے نکلنے کا بھی ذکر ہے، یہ بھی ذکر ہے کہ قادیان میں صرف مسجد مبارک کا حلقہ ہی آخر وقت تک قائم رہے گا۔ چنانچہ اِس وقت وہاں احمدی حلقہ مسجد مبارک میں ہی بیٹھے ہیں، باقی سب قادیان خالی ہو چکا ہے۔ پھر اس میں جالندھر کا خاص طور پر نام آتا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہاں بڑی تباہی ہوگی یہ بھی ذکر آتا ہے کہ اُس وقت جماعت احمدیہ کی لوگ خاص طور پر تعریف کریں گے۔ یہ سارے واقعات ایسے ہیں جو لفظاً لفظاً پورے ہو چکے ہیں صرف نیلا گنبد کا لفظ ایسا ہے جس کی تعبیر عام طور پر لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ سو یاد رکھنا چاہئے کہ گزشتہ فسادات کے ایام میں ہر جگہ یہی طریق رائج رہا ہے کہ پہلے سکھ حملہ کرتے اور پھر گورنمنٹ کے سپاہی لوگوں کو نیلے گنبد یعنی آسمان کے نیچے ریفیوجی کیمپ میں جمع کر دیتے مگر خواب میں بتایا گیا تھا کہ ریفیوجی کیمپوں میں بھی اُن کو امن نہیں ملے گا اور وہاں بھی ان پر حملے جاری رہیں گے۔ چنانچہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ریفیوجی کیمپوں میں بھی مسلمانوں کو امن نہیں تھا اور وہاں بھی یہی کہا جاتا تھا کہ ’’چلو پاکستان کو، چلو پاکستان کو‘‘۔ اس خواب میں جو پادری دکھایا گیا ہے اس کی بھی ایک تعبیر ہے مگر مصلحتاً مَیں ابھی بتاتا نہیں کیونکہ اس کے اظہار میں نقصان ہے۔

پھر ابھی جو میں نے آیتیں پڑھی ہیں یہ وہی آیتیں ہیں جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت اور فتح مکہ کی خبر دی گئی تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ انہی آیات کا ایک ٹکڑا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی الہاماً نازل فرمایا اور اس طرح بتا دیا کہ جو کچھ صحابہؓ کے ساتھ ہوا تھا وہی کچھ ہمارے ساتھ ہونے والا ہے جس طرح صحابہؓ کو مُلک چھوڑنا پڑا اِسی طرح ہمیں بھی قادیان چھوڑنا پڑے گا اور جس طرح صحابہؓ کو پھر مکہ واپس ملا اِسی طرح ہمیں بھی قادیان واپس ملے

گا۔ چنانچہ ۲۲؍اپریل ۱۹۴۴ء کو مجھے یہ الہام ہوا جو ۲۹؍اپریل ۱۹۴۴ء کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے کہ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا اے میرے ربّ! مجھے اپنے پاس سے غلبہ اور کامیابی عطا فرما۔ یہ الہام اس آیت کا ایک ٹکڑا ہے کہ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا گویا جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ چھوڑنا پڑا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا تھا کہ تمہیں بھی قادیان چھوڑنا پڑے گا مگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہمیں پھر قادیان واپس لائے گا۔

اسی طرح جب باؤنڈری کمیشن بیٹھا ہوا تھا تو ایک دن روزہ کی حالت میں میں دعا کر رہا تھا کہ یکدم مجھے الہام ہوا اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعاً کہ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور اکٹھا کر کے واپس لائے گا۔ میں نے اُسی وقت دوستوں کو یہ الہام سنا دیا اور انہیں بتا دیا کہ جماعت احمدیہ کو پریشان ہونا پڑے گا مگر خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعاً تم جہاں کہیں بھی چلے جاؤ گے اللہ تعالیٰ پھر تمہیں اکٹھا کر دے گا۔

یہ پیشگوئیاں ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قبل از وقت بتائی جا چکی ہیں اور جن کا ایک حصہ بڑی شان کے ساتھ پورا ہو چکا ہے۔ جس خدا نے ان پیشگوئیوں کو پورا کیا ہے ہمیں یقین ہے کہ وہ اس کے دوسرے حصوں کو بھی جو ہماری کامیابی اور دشمن کی شکست کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ضرور پورا کرے گا۔ پس غم اور تکالیف کے واقعات رونما ہونے پر مت گھبراؤ بلکہ یقین رکھو کہ جب غم کی خبریں پوری ہو چکی ہیں تو خوشی کی خبریں بھی ضرور پوری ہونگی۔ تمہیں خدا تعالیٰ نے قبل از وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خود میرے ذریعہ بتا دیا تھا کہ مُلک میں فتنہ پڑے گا۔ مشرقی پنجاب جس میں جالندھر بھی شامل ہے تباہی و بربادی کا شکار ہوگا۔ مسلمان گھروں سے نکالے جائیں گے، مال واملاک سے محروم کئے جائیں گے اور ریفیوجی کیمپوں میں اُن کو اکٹھا کیا جائے گا مگر وہاں بھی اُن کو امن سے نہیں رہنے دیا جائے گا۔ اس کے مقابلہ میں ہم بھی قادیان سے نکلیں گے مگر صرف تیاری کیلئے ورنہ ہم دوبارہ قادیان میں ضرور جائیں گے اور ایک فاتح کی حیثیت میں جائیں گے۔ پس غم مت کرو اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر

اور اس کے منشاء پر ناراضگی مت ظاہر کرو۔

صحابہؓ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ گئے تو حضرت بلالؓ کو ایک دن تیز بخار چڑھا۔ بخار کی حالت میں اُنہوں نے یہ کہتے ہوئے رونا شروع کر دیا کہ ہائے مکہ! ہم کو تو تیری وادیاں یاد آتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا تم یہ کیا کہہ رہے ہو خدا نے اپنی تقدیر نازل کی ہے اور تم رو رہے ہو۔ اسی واقعہ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے قادیان کی جدائی میں آنسو بہانے سے منع کیا ہے۔ بے شک تم اپنے دلوں سے قادیان کی یاد کو محو مت کرو۔ تم نے قادیان لینا ہے اور ضرور لینا ہے مگر وہ کام نہ کرو جن سے تمہاری ہمتوں کے پست ہونے کا امکان ہو۔ تم اپنے آنسو مت بہاؤ، اپنی کمر ہمت کو مضبوط کرو اور قربانی اور ایثار کی روح اپنے اندر پیدا کرو۔ پھر یاد رکھو تمہارے مدنظر صرف قادیان لینا نہ ہو بلکہ دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کو پھیلانا تمہارا کام ہو۔ یہی فرض ہے جو ہر وقت تمہاری آنکھوں کے سامنے رہنا چاہئے مگر اِس کام کیلئے اپنے دلوں میں انقلاب پیدا کرنا سب سے پہلا اور اہم ترین فرض ہے۔ اگر تم اپنے اندر انقلاب پیدا کرنے کیلئے تیار نہیں تو گویا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا گھر تو تمہیں ملے مگر تم یہ نہیں چاہتے کہ خدا تعالیٰ کا گھر اُس کو واپس ملے۔ خدا کا گھر مومن کا دل ہوتا ہے تم اپنے دلوں کو پاک بناؤ۔ تم ہر قسم کے گندے اور ناپاک خیالات سے خدا تعالیٰ کے گھر کو صاف کر کے اُس کے حوالے کرو اور اُس سے کہو اے خدا! ہم نے تیرے گھر سے سکھوں اور ہندوؤں کو نکال دیا ہے۔ اب تو آسمان سے اُتر اور ہمارے گھر سے بھی سکھوں اور ہندوؤں کو نکال دے۔ جب تم ایسا کرو گے تو خدا تعالیٰ کی مدد تمہارے لئے آسمان سے نازل ہوگی اور وہ کہے گا تم نے میرے دشمنوں کو میرے گھر سے نکال دیا ہے اب میں بھی تمہارے دشمنوں کو تمہارے گھر سے نکال دیتا ہوں۔ یہ تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو کہ دنیا کے گوشے گوشے میں پھر اسلام کا ڈنکا بجے۔ تمام شیطانی فلسفے مٹ جائیں اور ایک خدا، ایک قانون، ایک کتاب اور ایک رسولؐ کی حکومت دنیا میں قائم ہو جائے۔ اے خدا! تُو ایسا ہی کر۔ آمین

---

[1] یہ غیر مطبوعہ تقریر ہے۔

۲ بنی اسرائیل: ۷۹تا۸۲

۳ آ حضسا:

۴ السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۳۳۴۔ مطبوعہ مصر ۱۹۳۵ء

۵، ۶ مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال

۷ تذکرہ صفحہ ۵۶۴۔ایڈیشن چہارم

۸ تذکرہ صفحہ ۸۵۔ایڈیشن چہارم

۹ تذکرہ صفحہ ۲۷۷۔ایڈیشن چہارم

۱۰ تذکرہ صفحہ ۲۱۳۔ایڈیشن چہارم

۱۱ تذکرہ صفحہ ۳۰۷۔ایڈیشن چہارم

۱۲ تذکرہ صفحہ ۴۴۶۔ایڈیشن چہارم

۱۳ تذکرہ صفحہ ۴۵۴۔ایڈیشن چہارم

۱۴ تذکرہ صفحہ ۵۶۳۔ایڈیشن چہارم

۱۵ تذکرہ صفحہ ۵۶۳۔ایڈیشن چہارم

۱۶ تذکرہ صفحہ ۵۶۴۔ایڈیشن چہارم

۱۷

۱۸

۱۹ تذکرہ صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۸۔ ایڈیشن چہارم۔ آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۷۸تا۵۸۰

۲۰ الفضل ۲۱؍دسمبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۳